

دو جہاں میں خادم آلِ رسولُ اللہ کر

حضرت آلِ رسولِ مُقتدا کے واسطے

احترامِ سادات

اور

امام احمد رضا محدّث بریلوی

سیّد صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈیمی رجسٹرڈ لاہور

(پاکستان)

دو جہاں میں خادم آلِ رسولُ اللہ کر

حضرت آلِ رسولِ مُقتدا کے واسطے

امام احمد رضا محدّث بریلوی

اور

احترامِ سادات

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

سلسلہ مطبوعات نمبر ۱۲۳

نام کتاب : ———— احترامِ سادات

تصنیف : ———— سید صابر حسین شاہ بخاری

ناشر : ———— رضا اکیڈمی

مطبع : ———— احمد سجاد آرٹ پریس ہوسپٹل روڈ۔ لاہور

ہدیہ : ———— دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ لاہور

عطیات بھیجنے کے لیے رضا اکیڈمی

اکاؤنٹ نمبر ۹۲۸/۳۸، حبیب بنک۔ وسن پورہ برانچ ○ لاہور

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات/۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ

رضا اکیڈمی رجسٹرڈ مسجد رضا محبوب روڈ۔ چاہ میراں، لاہور پاکستان

کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰، فون نمبر ۷۶۵۰۳۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام جہاندار و جاں آفرین

حمد و ثناء اس خالق و مالک کی، جس نے اپنے محبوب کریم، رسول اعظم، مسند عرش بریں، رحمۃ للعلمین جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسل، سے اپنی بے پایاں نوازشوں سے بہرہ مند فرمایا، اور اہل علم و قلم کی سرپرستی، نیز صاحبان دولت و ثروت کے دل اس کی طرف مائل فرمائے اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ قارئین کرام کا باشعور بین الاقوامی حلقہ مرحمت فرمایا، جو رضا اکیڈمی کی نشریات سے مسلسل مستفیض ہو رہا ہے

براعظم، ایشیاء، یورپ، افریقہ، سے بھی ادارہ کے ساتھ الفت و محبت رکھنے والوں کے خطوط ہمارے مشن کی تعمیر و ترقی میں ممد و معاون ہیں، جن اہل علم و قلم کی نگارشات اور گرانقدر تجاویز و آراء نے ادارہ کو عروج و بلندی کی طرف مائل بہ پرواز کیا، ان میں ماہر رضویات، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی مجددی، استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، محقق عصر، صاحب تحقیقات انیقہ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، خطیب دلپذیر، ادیب شہیر مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری دامت برکاتہم، خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جو اپنی علمی و قلمی خدمات کے باعث قطعا" محتاج تعارف نہیں!

ہاں! ادارہ بے لوث، مالی خدمات سرانجام دینے والی ان تمام شخصیات کے لئے بقلب صمیم دعاگو ہے جو نہایت خاموشی کے ساتھ اس کمرتوڑ مہنگائی اور روز بروز بڑھتی ہوئی ڈاک نرخوں کی تباہی کے اس ناہنجار دور میں نشر و اشاعت کے محاذ کو نہ صرف سنبھالہ دیئے ہوئے ہیں بلکہ اس محاذ کو مضبوط تر بنانے کے لئے دل کھول کر حوصلہ افزائی کر رہی ہیں

آخر میں التماس ہے آپ رضا اکیڈمی سے اپنے روابط مزید مضبوط بنایئے اور اس کی ہر طرح معاونت فرمایئے اللہ تعالیٰ جلّ و علٰی ہمارا حامی و ناصر ہو امین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم، اجمعین۔

طالب دعا

حاجی محمد مقبول احمد قادری ضیائی
ناظم اعلیٰ رضا اکیڈمی لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

انتساب

بنام نامی

تاجدارِ اہلسنّت، ناصرِ ملت، واقفِ اسرارِ شریعت، دانائے رموزِ حقیقت، راحتِ قلب حزیں، صاحبِ علمِ یقیں، شمس العارفیں، سید الواصلیں، عمدۃ الکاملیں، نائب سید المرسلیں، سید العلما، تاج العرفا، رئیس الاتقیا، زبدۃ الافاضل، مجمع السلاسل، خاتم الاکابر فخر السادات سیدنا مولانا حضرت مخدوم السید الشاہ آلِ رسول احمد قادری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور اللہ مرقدہ۔

— دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول مقتدیٰ کے واسطے

نیاز کیش
صابر حسین شاہ بخاری

حسن ترتیب

انتساب۔
پیش گفتار۔
تقدیم۔
پیش لفظ۔
امام احمد رضا اور نسبِ سادات۔
امام احمد رضا اور فضیلتِ سادات۔
خاندانِ رضا اور احترام سادات۔
کلامِ رضا میں محبتِ سادات کے عناصر۔
امام احمد رضا اور احترامِ سادات۔
احترامِ اولاد سادات۔
اولادِ رضا اور احترام سادات۔
مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی۔
اختتامیہ۔
ماخذ و مراجع۔
قطعات طباعت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از مولانا سید وجاہت رسول قادری مدظلہ'

پیش گفتار

اس کارخانہ قدرت کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ گردش افلاک اور انقلابات زمین کے پس پردہ جو حد کی قوت کارفرما ہے وہ فقط "قوتِ عشق" ہے کہ جس کے گرد یہ نظام گردش لیل و نہار رواں دواں ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ

" محبت اشتیاقی ہست بہ یافتن آن چیزی کہ یکی دوست می دارد و ہر عضو تن چیز مخصوص یا مخصوص ہست کہ بان نزدیک می شود"

یعنی محبت اس سرمستی کا نام ہے کہ جس کی بدولت انسان کسی ایک ہستی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اس کا ہر عضو تن چیز مخصوص یا نوع مخصوص ہے کہ جس کے ذریعہ وہ محبوب سے نزدیک تر ہوتا جاتا ہے۔

دورِ حاضر میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی ذات گرامی میں ہمیں ایک ایسا عاشق صادق نظر آتا ہے۔ جس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے سب سے اعظم و اکرم رسول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شیفتگی اور ان کے عشق کی آگ میں اپنا تن من دھن سب کچھ اس طرح پھونک دیا کہ آج اس کی ذات گرامی "عشقِ مصطفیٰ" کے چراغ کی ایک علامت بن گئی ہے ایک ایسے چراغ کی کہ جس نے مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کے کروڑوں مسلمانوں کے

دلوں میں "چراغِ عشق مصطفیٰ" کو نہ صرف منور بلکہ اس کی لَو کو تیز تر کر رکھا ہے خود فرماتے ہیں۔

الروح فداک فزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا

امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے اس راز کو پا لیا تھا کہ اصل ایمان اور اصل جود ہر وجود سیّد کون و مکاں ﷺ کا عشق ہے بلکہ یہ ایمان کی جان ہے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں اور اس میں ترقی و کمال ایمان کے فزوں تر اور کامل تر ہونے کی دلیل ہے۔

جان ہے عشق مصطفےٰ اور فزوں کرے خدا

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک عاشقِ صادق کی زندگی گزاری اور اپنے گفتار و کردار سے یہ پیغام دیا کہ ایک عاشقِ صادق اپنے محبوب میں نہ کوئی عیب دیکھ سکتا ہے نہ اس کی برائی سن سکتا ہے اور نہ اس کی تنقیص برداشت کر سکتا ہے بلکہ اس کی آنکھ محاسن کے علاوہ کوئی چیز دیکھتی ہی نہیں اور یہ کہ وہ نہ صرف اس کی ذات سے بلکہ اس سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبّت کرتا ہے اور اس کی تعظیم و توقیر کرتا ہے جب عام محبوبوں کا یہ حال ہے تو حبیبِ رَبّ العالمین ﷺ کی ذات گرامی تو سب سے افضل و اعلیٰ ہے ایک مومن احتمال کے درجہ میں بھی آقا و مولیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ادنیٰ سی ادنیٰ بے ادبی بھی برداشت نہیں کر سکتا سیّد عالم ﷺ کی محبّت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبّت کی جائے اور آپ کی آن پر جان قربان کر دی جائے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مسلکِ عشق میں محبوب مکرم ﷺ کے گلی کے کتّے کا بھی بڑا اعزاز و اکرام ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سگِ بارگاہ نبوی کی قدم بوسی کو اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ سیّد عالم ﷺ کے شہر مبارک کی عظمت اور اس سے منسوب آثار و نوادرات کی برکتوں کے منکر ہیں ان

کو متنبہ فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

رضاؔ کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

ان کے نزدیک "سرشاری عشق" کا تقاضا یہ ہے کہ سگان کوچۂ جاناں پر اپنی جان نچھاور کر دی جائے اور اگر جانثاری کا یہ جذبہ کسی کے اندر نہیں ہے تو اس کا دعوئ عشق باطل ہے۔

پارۂ دل بھی نہ نکلا تجھ سے تحفہ میں رضاؔ
ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی کتاب زندگی کا ورق ورق شاہد عادل ہے کہ ان کے فکرو خیال اور قلم و قرطاس کا مرکزی نقطہ "عشق محبوب رب العالمین ﷺ" ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کا دائرہ "عشق حقیقی" کمان امکان کے ان تمام خطوط کو احاطہ کیے ہوئے جو کسی بھی زوایۂ تعلق سے اس مرکزی نقطہ تک کھینچے جا سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک سیّد عالم ﷺ کی نسبت کا ہر زاویہ اور ان سے تعلق کا ہر رخ لائق صد احترام ہے۔ اس لیے کہ یہ "محبوب حقیقی" کے رُخ انور اور جمال جہاں آراء کی تابشیں ہیں۔ اس اعتبار سے وہ حضور اکرم نورِ مجسّم ﷺ سے منسوب ہر شے سے پیار کرتے ہیں اور اس کا اعزازواکرام کرتے ہیں اور اس کی تعظیم بجالاتے ہیں وہ سیّد عالم ﷺ کے اقوال و احوال ہوں یا ان کی ازواج و اولاد اصحاب و اخلو ہوں یا آثار و شعار شہداء و صلحائے امت ہوں یا علماء و فقرائے ملت سب ان کیلئے محترم ہیں وہ سب سے محبت کرتے ہیں۔ سب کی تعظیم ان کا ایمان ہے۔

"عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے حوالے سے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان کی سیرت کے تمام گوشے ایک بسیط مقالہ کے متقاضی ہیں جو اہلِ علم و تحقیق کیلئے ایک دعوت فکر ہے۔

"امام احمد رضا اور احترامِ سادات کے عنوان سے مکرمی سیّد صابر حسین شاہ صاحب

زید مجدہٗ کی یہ کاوش اس سمت میں ایک قابلِ تحسین اور توجہ طلب پیش رفت ہے۔ سید صاحب اہلِ سنت کے ایک ابھرتے ہوئے قلمکار ہیں۔ نوجوانی ہی سے ان کا راہوار قلم اپنی جولانیاں دکھا رہا ہے۔ غالباً" گزشتہ 10 سال سے وہ اپنی قوتِ تحریر سے ملک و ملت کی تعمیری خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اب تک بیسیوں مقالے سپرد قلم کر چکے ہیں۔ سیرتِ رسول ﷺ احوال اولیاء و صلحاءٗ تحریک پاکستان اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی حیات اور علمی ملی خدمات کے پسندیدہ عناوین ہیں ان کی تحریروں میں ماشاء اللہ نکھار ہے۔ جس میں روز افزوں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مضامین میں نظم و ضبط اور پختگی ان کے وسعت مطالعہ کی دلیل ہے۔ ترتیب و پیش کش کا اندازہ ہر بار خوب سے خوب تر ہے۔ ان کا طرزِ زندگی سادگی اور درویشی کا نمونہ ہے۔ سیرت و صورت سنت نبوی صلی اللّٰہ علٰی صاحبہا علیہ التحیتہ والثناء کا نمونہ اور آئینہ ہے جس کی جھلک ان کی تحریروں میں بھی نمایاں ہے۔

زیرِ نظر مقالہ میں حسنِ ترتیب کے نام سے عنوانات کی فہرست سید صاحب کے حسنِ انتخاب کا مظہر ہے۔ احترام سادات کے حوالے سے انہوں نے تمام ممکنہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی سعی و کاوش کی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سلسلہ میں امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کے نثری اور شعری دونوں لٹریچر کے وسائل سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس طرح عاشق مصطفےٰ ﷺ کی حیثیت سے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کا کردار ایک مثالی کردار ہے اسی طرح "غلام آل و اولادِ مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے بھی ان کا کردار مثالی ہے۔ ایسا مثالی کہ جسے اپنے غیر سب تسلیم کرتے ہیں۔ شاہ صاحب محترم نے امام احمد رضا کی دعائیہ نظم (منظوم شجرہ قادریہ) کے درج ذیل شعر سے جس کو انہوں نے اپنے مقالہ کا سرنامہ بنایا ہے۔ اپنے عنوان کے تعین میں بھرپور فائدہ حاصل کیا ہے اور قاری کیلئے کام اور آسان کر دیا ہے۔

دو جہاں میں خادم آلِ رسول اللہ کر

حضرت آلِ رسول مقتداء کے واسطے

محترم سیّد صاحب نے مضمون کے تتمہ پر جو اختتامیہ تحریر کیا ہے۔ وہ بڑا فکر انگیز اور سبق آموز ہے اس میں احادیث و آثار اور تاریخ و سیر کے حوالے سے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں اس میں وہ یقیناً" قاری کے ذہن کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ سیّد صاحب زید مجدہٗ کی اس کاوش کو شرفِ قبول عطا فرمائے۔ ان کے علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ اور مسلکِ حقہ کی ترویج و اشاعت اور فروغ عشق رسول ﷺ کے لئے ان کی زبان و قلم کو مزید قوت و جولانی اور ان کی سعی و کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

بجاہ سیّد المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد والہٖ و اصحابہٖ و اہلبیتہٖ و اولیاء ملتہٖ اجمعین۔

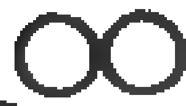
(سیّد وجاہت رسول قادری)

صدر

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

3 رجب المرجب 1418ھ

15 نومبر 1996ء



تقدیم

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش وراثی مدظلہٗ

دنیائے علم و فن میں امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ کی ہمہ گیر شخصیت اپنے اور بیگانوں کی نظر میں اختلافی ضرور ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کی علمی قابلیت۔ تحقیق تدقیق اور بالخصوص عشق رسالت مآب کے سبھی معترف ہیں۔ امام احمد رضا کو دولتِ عشق رسول علیہ افضل الثنا والتسلیم ورثے میں ملی تھی آپ کے والد محترم حضرت مولانا نقی علی خان علیہ الرحمتہ اپنے وقت کے ایک عظیم عالم باعمل اور مفتی اعظم تھے۔ ان کی تحریروں میں رسول مقبول ﷺ سے عشق و محبت اور وارفتگی بطور خاص نمایاں ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمتہ اپنے دور طالب علمی میں ایک مرتبہ ریاضی کی مشہور کتاب چغمینی کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ حضرت والد محترم مولانا نقی علی خان علیہ الرحمتہ نے دیکھا تو فرمایا: بیٹا اس قسم کی چیزوں میں اپنا وقت کیوں برباد کرتے ہو۔ مصطفیٰ کریم ﷺ کے دربار سے سب کچھ عطا کر دیا جائے گا.....

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ عشق رسول ﷺ میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے.... مصطفیٰ کریم ﷺ سے جس چیز کو نسبت ہوتی وہ ان کے سر کا تاج بن جاتی بقول مولانا حسن رضا خان:-

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

امام احمد رضا نے اپنے قول و فعل سے عشق رسول ﷺ کا ثبوت دیا نسب رسول کا آپ بطور خاص خیال رکھتے تھے۔ جب کوئی سید نظر آتا بچھ بچھ جاتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک سید فقیر نے دروازے پر صدا لگائی۔ اس دن آپ کو اپنے علمی ذوق و شوق کی تکمیل کے لیے حسب سابق والدہ صاحبہ کی طرف سے

رقم ملی تھی۔ جو کہ ایک صندوقچی میں روپوں پیسوں کی شکل میں موجود تھی۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ فقیر سیّد ہے تو پوری صندوقچی اس کے سامنے پیش کر دی۔ فقیر نے کہا کہ مجھے اتنے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ فقیر نے چونّی اٹھالی اور کہا کہ یہی میری حاجت ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی زندگی کے یوں تو کئی پہلو ہیں جن پر آج تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ لیکن عشق رسول ﷺ کے پہلو میں جتنا لکھا گیا وہ ضمنی انداز سے سامنے آیا۔ بالخصوص احترام سادات کے حوالے سے آج تک کسی فاضل کا مقالہ سامنے نہیں آیا۔ فاضل محقق سیّد صابر حسین شاہ بخاری قابلِ صد مبارک باد ہیں کہ انہوں نے چھپے ہوئے اس اہم موضوع پر قلم اٹھایا اور اس کی تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ ہر چند کہ اس میں درج واقعات اکثر و بیشتر کتب میں نظر آتے ہیں۔ لیکن یکجا طور پر مخصوص انداز میں ان واقعات کو صفحہ قرطاس پر لانے کا سہرا انہیں کے سر بجتا ہے۔ اس مقالے میں احترامِ سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کے روزوشب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عشق رسالت مآب ﷺ کے تقاضے کو کس طرح پورا کیا اور نسبِ رسول کا کس قدر احترام کیا۔

سیّد صاحب نے مختلف حوالوں سے... مختلف جہتوں سے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ اور ان کی اولادِ امجاد کی سادات کرام سے الفت و محبّت کا احاطہ کیا ہے مثلاً امام احمد رضا علیہ الرحمتہ اور احترامِ سادات' کلام رضا میں محبّت سادات کے عناصر خاندانِ رضا اور احترام سادات اور احترام اولادِ سادات' اولادِ رضا اور احترامِ سادات وغیرہ اس مقالے کے تابندہ و درخشندہ عنوانات ہیں! مقالہ میں باقاعدہ حوالوں سے تمام واقعات درج کیے گئے ہیں اور آخر میں ماخذ و مراجع کے تحت ان حوالہ جات کی فہرست بھی دے دی گئی ہے۔

سیّد صاحب نے اپنی تحریر میں سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی ہے تاکہ عام پڑھا لکھا قاری بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکے۔ سیّد صاحب کا قلم رواں دواں اور پر اثر ہے جو بات کہتے ہیں حقائق و شواہد کی روشنی میں کہتے ہیں۔ سے

صاحب نے اپنے مقالے میں اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ احترامِ سادات کے ضمن میں اسلامی نقطہ نظر واضح ہو۔ لہٰذا انہوں نے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں سے ان فتووں کو بھی درج کیا ہے۔ جن میں احترامِ سادات کے ضمن میں اعلیٰ حضرتؒ نے شرعی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔

اس طرح بجا طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ مقالہ رضویات کے حوالے سے ایک اہم اضافہ ہے۔ جس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقالے کو قبولِ عام کا شرف بخشے اور سید صاحب کو بیش از بیش مقاماتِ علیہ سے نوازے.....

آمین ثم آمین بحق سید المرسلین ﷺ

فیاض احمد خان کاوش

جمعہ 2 دسمبر 1996ء 24 رجب الرجب 1417ھ

پیش لفظ

غلام مصطفٰے مجددیؔ

ہم اہلِ ایمان ہیں..... اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں..... جس کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ پیار ہے..... ہمیں بھی اس سے پیار ہے...... قرآن سے ..... اسلام سے..... مکہ مکرمہ سے..... مدینہ منورہ سے..... صحابہ اکرام سے آلِ اطہار سے...... ہم سب سے عقیدت رکھتے ہیں...... ہم سب پر جان وارتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ آلِ اطہار کو لیجئے۔ ہمارے پروردگار نے فرمایا ہے **قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ**۔

اے محبوبؐ! فرما دیجئے میں تم سے کچھ نہیں مانگتا' اتنا ضرور کہتا ہوں کہ میرے قریبوں سے محبت کرو۔ ہمارے رسول ﷺ کا ارشاد ہے چار ہیں قیامت کے دن میں جن کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہلِ زمین کے گناہوں جتنے گناہ لے کر آئیں میری آل کی تکریم کرنے والا ان کی حاجات پوری کرنے والا

ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا زبان اور دل سے ان کو چاہنے والا۔ (الصواعق المحرقہ) مجھ سے محبّت کرو اللہ کی وجہ سے اور میرے اہلِ بیت سے محبّت کرو میری محبّت کی وجہ سے (کتاب الشفاء) آلِ طہار کی وجہ سے دوزخ سے رہائی کا پروانہ محبت صراط کی سند اور دوستی عذاب حشر سے امان کی دلیل ہے... اللہ اللہ سب ایمان والوں نے اپنے محبوب کی وجہ سے اپنے محبوب کی اولاد کو اپنی اولاد سے محبوب تر رکھا سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں اپنے قریبوں سے زیادہ حضور کے اہل بیت کو عزیز رکھتا ہوں (صحیح بخاری)... سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لختِ جگر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دوگنا مال غنیمت دیا (الریاض النضرہ) اور ایک دفعہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا یعنی اللہ کے بعد تمہاری برکت سے ہمیں یہ عزت و عظمت عطا ہوئی.... سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسین کے پائے اقدس اپنے کپڑے سے پونچھے اور کہا اللہ کی قسم جتنے آپ کے فضائل میں جانتا ہوں لوگ جان لیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں (اظہار السعادت)... سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آلِ طہار کے ایک فرد وحید حضرت عبداللہ بن حسن علیہ الرحمتہ سے کہا کہ حضورا آپ کی کوئی ضروت ہو تو آپ کسی کو بھیج دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ میرے دروازے پر کسی ضرورت کی وجہ سے کھڑے ہوں۔ (الصواعق المحرقہ)۔

سراج الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ افرادِ آلِ نبوت کے احترام میں بچھ بچھ جاتے تھے۔ایک سیّد زادے کی تعظیم کے لیے آپ نے بار بار کھڑے ہونا باعث سعادت سمجھا.... امام شافعی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

یا اہل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
یکفیکم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ

یعنی اے اہل بیت! تمہاری محبت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے۔
[ہم]اری شان کے لیے یہی کافی ہے کہ جس نے تم پر درود نہ پڑھا اس کی نماز نہیں
[ہو]ئی

...... امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
[م]حبت اہل بیت، سرمایہ اہل سنت است" مخالفاں ازیں معنی غافل اند واز محبت
[ایش]اں جاہل"

[الغر]ض اکبر کس کس چیز کا ذکر کیا جائے۔ سب اہل سنت سب اہل محبت... اپنے
[ک]شکول دل کو اہل بیت کی محبت کی دولت سے لبالب کیے ہوئے ہیں اس محبت میں
[ا]مام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا اپنا ہی انداز ہے آپ کے
[نز]دیک وہی دل دل کہلانے کے قابل ہے جو آل رسول کی ولا سے سرشار ہے اور
[و]ہی سر سر کہلانے کا حقدار ہے جو آل رسول کے نام پہ کٹ مرنے کو بے تاب
[ہو۔] ہے فرماتے ہیں:۔

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
منم امیر و جہانگیز و کجکلاً یعنی
کمینہ بندہ و مسکین گدائے آل رسول

یہ ساری نظم قابل داد ہے بظاہر اپنے مرشد کامل حضور سید آل رسول
[مار]ہروی علیہ الرحمۃ کی جانب میں عرض گزار ہیں مگر بباطن یوں لگتا ہے کہ ساری
[آ]ل رسول ﷺ کی عظمت و محبت کے ترانے الاپ رہیں ہیں آخری شعر
[حا]صل نظم ہے:۔

مرا زنسبت ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے رضائے آل رسول

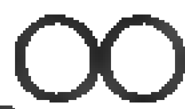
حضرت رضا علیہ الرحمۃ کا عشق رسول ﷺ عصر حاضر میں ضرب
[الم]ثل کی صورت دکھائی دیتا ہے اور اسکے حوالے سے آل رسول ﷺ سے

قلبی و روحی لگاؤ آپ کو نصیب ہوا اسے دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے:۔

اداس رت کو بہاروں سے آشنا کر کے
چلا گیا ہے کوئی شخص پھر وفا کر کے

موجودہ عہد اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کا عہد ہے آپ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں اور سیرت کے مختلف گوشوں پہ بڑی جاندار کتابیں لکھی گئی ہیں ضرورت تھی کہ آپ کا یہ جذبہ بھی لوگوں کو دکھایا جاتا اور بتایا جاتا کہ دیکھو دیکھو اگر محبوب اور محبوب والوں سے محبت کرنی ہے تو ایسے کرو جیسے اس مردِ عشق نے کی ہے سو اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فاضل نوجوان حضرت سیّد صابر حسن شاہ بخاری میدان تحقیق میں وارد ہوئے اور اپنے قلم کی وہ جولانیاں دکھائیں کہ دل عش عش کر اٹھتا ہے اکثر الفاظ و کلمات اعلیٰ حضرت کے ہیں مگر ترتیب و تہذیب کا حُسن جناب بخاری صاحب کا رہین منت ہے چونکہ خود سیّد ہیں اس لیے جہاں جہاں کچھ لکھا وہاں وہاں عجیب سی اثر آفرینی نظر آتی ہے آل رسول ﷺ کی بے پایاں محبت کے اس سدا بہار گلدستے کی سرور افزا خوشبو کو رضا اکیڈمی لاہور نے عام کیا ہے۔ رضا اکیڈمی اس سے پہلے بھی بہت سے محبت بھرے مقالات و رسائل بہترین انداز میں شائع کر چکی ہے مگر موضوع کے اعتبار سے یہ مقالہ منفرد مقام کا حامل ہے میری التجا ہے کہ اللہ کریم آل محبوب کریم کے طفیل اس کے ہر حرف کو ہدایت کا چمکتا ہوا ستار بنا دے۔

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ در ساختہ قطرہ بارانی را



غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے علوم اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

کس زباں سے ہو بیان عزوشان اہلِ بیت
مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوان اہلِ بیت

محبوبِ کائنات رحمۃ اللعالمین احمد مجتبٰے محمدؐ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی علامتوں میں ایک علامت یہ بھی ہے کہ ہر اس شخصیت سے محبت کی جائے جن سے محبوبِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محبت فرمائی ہو۔ اہلِ بیت اطہار اور سادات کرام کی عزت و تعظیم کرنا بھی محبِ رسول کی علامت ہے کیونکہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک خاص نسبت و اضافت حاصل ہے۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی وجہ سے سادات کرام توقیر و تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ (1) ہر دور میں اہل محبت نے سادات کرام سے اپنی محبت و عقیدت کا ثبوت دیا ہے بے شک تمام عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادات کرام سے محبت والفت بے مثال اور قابل صد ستائش ہے۔ لیکن ان میں امام اہل محبت محبِ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت ضرب المثل بن چکی ہے آپ سے اختلاف کرنے والوں کو بھی اعتراف ہے کہ :

"حقیقی معنی میں آپ **شیفتہ** رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے" (2) پیش نظر مقالے میں محبِ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی سادات کرام سے محبت و عقیدت کی چند جھلکیاں قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

امام احمد رضا اور نسبِ سادات:۔

ایک استفتاء کے جواب میں نسبِ سادات کی عظمت و رفعت کے بارے میں امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے یہاں صرف چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

"فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" روز قیامت میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی

شفاعت فرماؤں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں قریش تک پھر انصار پھر اہل یمن جو کہ مجھ پر ایمان لائے اور میری پیروی کی پھر باقی عرب پھر اہل عجم اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں وہ افضل ہے۔

فرماتے ہیں ﷺ ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت نفع نہ دے گی ہر علاقہ و رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا و آخرت میں جڑا ہوا ہے۔

دوسری حدیث صحیح میں یوں ہے حضور اقدس ﷺ نے برسر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان شخصوں کا کہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔

جب مقبولان خدا سے اتنا سا علاقہ کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کو پانی دے دیا عمر میں اس کا کوئی کام کر دیا آخرت میں ایسا نفع دے گا تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہیے بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین سے علاقہ نسب کا نافع ہونا قرآنِ عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان کی منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ اپنے باپ دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی جب عام صالحین کی صلاح ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق' فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس وانصار کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی صلاح عظیم کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی و علوی و جعفری و عباسی وانصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دین ودنیا و آخرت میں نفع پائیں گے پھر اللہ اکبر حضرات علیہ سادات کرام

اولاد امجاد حضرت خاتون بتول زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کہ خود حضور نور سید الصالحین سید العالمین سید المرسلین ﷺ کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع واعلی و بلند و بالا ہے.....

حضور اقدس ﷺ نے دعا فرمائی وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار ان کے نیکو کاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے پھر فرمایا مولی تعالی نے ایسا ہی کیا امیر المومنین علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نے عرض کی مافعل کیا کیا فرمایا یہ تمہارے ساتھ کیا جو تمہارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا

تفاضل انساب بھی یقیناً" ثابت اور شرعا" اس کا اعتبار بھی ثابت اور انساب کریمہ کا آخرت میں نفع دینا بھی جزاء ثابت اور نسب کو مطلقا" محض بے قدر وضائع وبرباد جاننا سخت مردود وباطل خصوصا" اس نظر سے کہ اس کا عموم عرب بلکہ قریش بلکہ بنی ہاشم بلکہ سادات کرام کو بھی شامل اب یہ قول اشد غضب و ہلاک وبوار سے حائل اور اسی پر نظر فقیر غفرلہ القدیر کو اس قدر تطویل پر حامل کہ نسب عرب نہ کہ قریش نہ کہ ہاشم نہ کہ سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض۔

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں نسب کو کسی کے حق میں عار یا گالی دینا جائز نہیں اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں و باللہ التوفیق خدمت گاری اہل بیت مصطفے کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا۔ ملخصا" (3)

امام احمد رضا اور فضیلت سادات:۔

1335ھ میں حکیم عبدالجبار خاں وہام پور ضلع بجنور نے سوالات پوچھے کہ کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعا" حرام ہے اور وہ کسی بداعمال کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا!؟(؟) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز وامتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون

جنت رضی للہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین ﷺ کی صاحبزادی ہیں یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے؟

ان سوالات کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رَبّ عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

(2) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالا مال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں ملخصاً" (4)

1336ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ سادات بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ السلام میں سے کوئی متنفس خواہ ... کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے یہ اعمال کا ہو نار دوزخ سے بَری ہے اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو اس سے مطلع فرمایئے اس کے جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

> "سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آج کل بہت مشرب صریح کفر و ارتداد کے ہیں جیسے قادیانی' نیچری' رافضی'

وہابی' چکڑالوی' دیوبندی وغیرھم جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز
سید نہیں ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ
عزّوجل کے کرم سے امید واثق یہ ہی ہے کہ جو اس کے علم
میں سید ہیں ان سے اصلاً" کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے'
اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا
(رضی اللہ تعالیٰ عنہا) عذاب سے محفوظ ہے۔" ملخصاً"(5)

1334ھ میں سید برکت علی بریلوی لکھنؤ امین آباد نے سوال کیا کہ کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اس کو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے امثال دینا کیسا ہے اور اس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنے والا گمراہ بدمذہب ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :۔

"سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے' صحیح حدیث میں ہے
چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی' اللہ ان پر لعنت کرے
اور ہر نبی کی دعا قبول ہے' ازاں جملہ ایک وہ جو کتاب اللہ
میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ
اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے
اس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا اور ایک حدیث میں
کہ ارشاد فرماتے ہیں ﷺ جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے
وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا
حیضی بچہ' جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میرا اس کی تحقیر کے
لئے کہے وہ کافر ہے اور اس میں شک نہیں جو سید کی تحقیر
بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً" کافر ہے' اس کے پیچھے نماز محض
باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ
معلوم ہو' اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب

نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا
کہنے والا اسی (80) کوڑوں کا سزاوار اور اس کے بعد اس کی
گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہ ہو تو کم از کم بلا وجہ
شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام
قطعی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، جس نے بلاوجہ
شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی اور جس
نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ عزّ و جل کو ایذا دی، **والعیاذ
باللّٰہ تعالیٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔**" (6)

1336ھ میں اسی قسم کا استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ (1) جو لوگ سیّدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور ان کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

(2) حضور سرور کائنات ﷺ نے دربارہ محبت و اطاعتِ آل کے لئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟

(3) اور جو لوگ سیّدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کے لئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں؟

(4) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سیّد ہیں تو مسلمان کسے صدر بنائیں؟

جواب میں امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں:۔

(1) سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سیّد کو میردا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے، رسول اللہ ﷺ۔ فرماتے ہیں جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ، بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سیّد ہی نہیں نسب

منقطع ہے جیسے نیچری قادیانی وہابی غیر مقلد دیو بندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔

(2) محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ان کی محبت بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کاذبہ جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے' خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگی' اطاعت عامہ' اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے اصل اطاعت اللہ و رسول کی ہے' علمائے دین ان کے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نورٌ علی نور امور مساجد میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اس کی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم ﷺ کی رضا ہے اور حضور کی رضا' اللہ عزوجل کی رضا۔

(3) ہاں سچے محبانِ اہل بیت کرام کے لئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا' اہلِ بیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کے ساتھ ملے گا ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اس کا عمل نفع نہ دے گا جب تک ہمارا حق نہ پہچانے۔

(4) اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کے لئے صدارت مطلوب ہے اس کے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ ان میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اس کام کا زیادہ اہل ہو۔" ملخصاً" (7)

1336ھ میں ہی ضلع سیتاپور سے الیاس حسین نے پوچھا کہ' ایک شخص سید ہے لیکن اس کے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعثِ ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اس کے اعمال کی وجہ سے تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اس کی تکریم

کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ، مغل، پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اس کو اس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو بینوا تو جروا۔ اس کے جواب میں محبّ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

"سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب اس سے تنفر نہ کیا جائے، نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اس کے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اس حالت میں بھی اس کی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اس کی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی۔ نیچری وغیرھم تو اب اس کی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی، شریعت نے تقویٰ کو فضیلت دی ہے مگر یہ فضل ذاتی ہے، فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت پر ہے، سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم ﷺ پر ہے، اس افضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اس کی تعظیم نہیں، حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ہے۔ ملخصاً"
(8)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی اعلیٰ تحقیقات کے مطابق سادات کرام کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں، اس موقف کو ثابت کرنے کے لئے آپ نے ایک محققانہ کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ کتاب کا نام الزھر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ھاشم ہے یعنی کلیاں اس بات پر مسکراتی ہیں کہ بنی ھاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اس کے نام ہی سے ادبی لطافت کے علاوہ ادب و احترام کی خوشبو پھوٹ پھوٹ کر اہل ایمان کے دماغوں کو فرحت اور ایمانوں کو جلا مل رہی ہے۔ اس کتاب میں

فرماتے ہیں :-

"سادات اور دوسرے بنی ھاشم کو زکوٰۃ اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ فطرانہ وغیرہ دینا ہرگز جائز نہیں نہ انھیں لینا حلال ہے۔ سید عالم ﷺ سے متواتر حدیثیں ان کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور اس حرمت کی علت ان حضرات کی عزت و بزرگی ہے' کیونکہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور یونہی دوسرے صدقات واجبہ اس مستعمل پانی کی طرح ہیں جو گناہوں کی نجاست دھو ڈالے' اور اہل بیت و دیگر بنی ھاشم صاف ستھرے' پاک و طیب ہیں' ان کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ وہ اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے آلودہ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ محمد ﷺ اور آل محمد (ﷺ) کے لئے حلال نہیں - (9)

1307ھ میں گونڈہ سے سید حسین حیدر میاں علیہ الرحمتہ نے دوبارہ جب پوچھا کہ سادات محتاجین کو زر زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں' بہت سادات محتاج ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں اور میں نے سنا کہ علمائے رامپور نے جواز کا فتوی دیا مگر میں نے اب تک یہ جرأت نہ کی اس بارہ میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں' تو اس کے جواب میں وحید عصر فقیہ اسلام امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے چھ صفحات پر نہایت ہی محققانہ اور عالمانہ و محبانہ جواب رقم فرمایا اس کی سطر سطر سے احترام سادات کی مہک آرہی ہے۔ یہاں صرف ایک اقتباس ہی ملاحظہ کرتے چلیں :-

"یہ باون (52) عبارتیں اور ستائیس (27) حدیثیں جن کی طرف فقیر نے اس تحریر میں اشارہ کیا بحمد اللہ تعالیٰ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں' سب کی نقل سے بخوف تطویل دست کشی کی' بالجملہ اصلاًمحل شک و ارتیاب نہیں کہ سادات کرام و بنی ھاشم پر زکوٰۃ یقیناً" حرام نہ انھیں لینا جائز نہ ان کے دیئے زکوٰۃ ادا ہو تو اس

میں گناہ کے سوا کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط و باطل اور حلیۂ صحت بلکہ قابلیت اغماض سے عاری و عاطل کیا معلوم نہیں کہ علمائے کرام نے ایسے فتوے کی نسبت کیسے سخت الفاظ ارشاد کیے ہیں' رہا یہ کہ پھر اس زمانہ پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مواسات کیونکر ہو' اقول بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر و ہدیہ ان حضرات علیہ کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔ وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جدّ اکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماویٰ نہ ملے گا' کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو انھیں کے صدقہ میں انھیں کی سرکار سے عطا ہوا جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں' ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں کہ اس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کے بھاری انعاموں عظیم اکراموں سے مشرف ہوں' ابن عساکر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی' رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔ خطیب بغدادی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی' رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں' جو شخص اولاد عبدالمطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے' اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔" اللہ اکبر اللہ اکبر قیامت کا دن وہ قیامت کا دن وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو مصطفےٰ ﷺ سا صاحب التاج' خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں' ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے۔ بلکہ خود یہی صلہ کروروں سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا یقینی اشارہ فرماتا ہے' بلفظ اذا تعبیر فرمانا' بحمد اللہ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوبِ ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے' مسلمانو اور کیا درکار ہے' دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو' و باللہ التوفیق اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت

ہیں دیکھتے تو بحمد اللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکوٰۃ کی زکوٰۃ ادا ہو اور خدمت سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرف زکوٰۃ معتمد علیہ کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے، مال زکوٰۃ سے کچھ روپیہ بہ نیت زکوٰۃ دے کر مالک کردے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سیّد کی نذر کردو اس سے دونوں مقصود حاصل ہو جائیں گے کہ زکوٰۃ تو اس فقیر کو گئی اور یہ جو سیّد نے پایا نذرانہ تھا، اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمت سیّد کا کامل ثواب (دونوں کو ملا)"۔ (10)

خاندانِ رضا اور احترامِ سادات:

مولانا حسنین رضا خاں علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ کا خاندانِ سادات کی عزت و عظمت کے لئے مدت سے مشہور، اعلیٰ حضرت قبلہ کے دادا مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمتہ روزانہ نماز فجر پڑھ کر سادات کرام تو محلّہ کی خیریت معلوم کرنے اور سلام عرض کرنے جایا کرتے تھے، ان کے اس معمول میں کسی مجبوری ہی سے فرق پڑتا تھا، یہ خاندانِ نجیب بھی سادات کرام کا عجیب خاندان تھا، ان کے اخلاقِ کریمہ یہ کہلوا لیتے تھے کہ ان کی رگوں میں خون رسالت ہے اور سارا خاندان حسین و جمیل خوبصورت اور خوب سیرت تھا، مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمتہ کے بعد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمتہ بھی اسی خاندان سے وابستہ رہے، ہر تقریب میں ہر دعوت میں اپنے یہاں سادات کرام کو ضرور شریک کرتے تھے اور ان کا اعزازی حصہ سب سے دوگنا ہوتا تھا۔ (11)

کلامِ رضا میں محبتِ سادات کے عناصر:۔

کشتہ نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کو سادات کرام سے محبت و عقیدت اپنے خاندان سے ورثہ میں ملی تھی یہی وجہ ہے آپ حب رسول اور حب اہل بیت میں نہ صرف سرشار بلکہ حب اہل بیت میں گم گشتہ وارفتہ بھی

تھے آپ کی نعتیہ شاعری میں عشق رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت عظام کے عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں چند اشعار ہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ درج ذیل اشعار میں سادات کرام سے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچّہ بچّہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجئے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

محبِ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے مشہور زمانہ سلام میں نہایت عقیدت عجز و نیاز کے ساتھ اہلِ بیت عظام پر اس طرح سلام پیش کرتے ہیں:۔

پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوّت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

حضرت شہزادی کونین خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان

میں نذرانہ عقیدت یوں پیش کرتے ہیں:۔

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیّدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف کمالات پر اپنی عقیدت کے پھول یوں نچھاور کرتے ہیں:۔

وہ حسن مجتبیٰ سیّد الاسخیاء
راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اوجِ مہرِ ہدیٰ موجِ بحرِ ندیٰ
روحِ روحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام
شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

نواسہ رسول خدا حضرت امام حسین شہیدِ کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں سلام نیاز یوں پیش کرتے ہیں:۔

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام
درِ درجِ نجف مہرِ برجِ شرف
رنگِ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں لب

کشائی اس طرح کرتے ہیں:۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الا شجعین
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا
باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
اوّلین دافع اہل رفض و خروج
چار می رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماحی رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

تمام سادات گھرانے پر سلام محبت یوں بھیجتے ہیں:۔

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام
ان کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درود
ان کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

فخر السادات حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمتہ سے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی محبت و عقیدت اظہر من الشمس ہے۔ آپ نے حضور غوث الاعظم علیہ الرحمتہ کی شان میں کئی قصائد لکھے ہیں جو مشہور و معروف ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں:۔

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجئے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

ہیں پشت پناہ غوثِ اعظم
کیوں ڈرتے ہو تم رضا کسی سے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا. ملتے ہیں آنکھیں [illegible] ہے تلوا تیرا
تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا دوڑا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

سرکار بغداد علیہ الرحمتہ سے استعانت و استمداد یوں فرماتے ہیں:۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث
دوہائی یا محی الدین دوہائی
بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

نسبتِ قادریت پر یوں ناز فرماتے ہیں:۔

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں
قدرِ عبدالقادر قدرت نما کے

مشہور زمانہ سلام میں بارگاہ غوث الاعظم علیہ الرحمتہ میں سلام محبت یوں پیش
کرتے ہیں:۔

غوثِ اعظم امام التقٰی والنقٰی
جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام
قطب و ابدال و ارشاد و رشدالرشاد
محیی دین و ملت پہ لاکھوں سلام
مرد خیل طریقت پہ بے حد درود
فرد اہلِ طریقت پہ لاکھوں سلام
جس کی منبر ہوئی گردن اولیاء
اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

امام اہل محبت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اپنے مشائخ سادات مارہرہ کی خدمت میں نیاز مندانہ سلام یوں پیش کرتے ہیں:۔

سید آل محمد امام الرشد
گل روض ریاضت پہ لاکھوں سلام
حضرت حمزہ شیر خدا و رسول
زینت قادریت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام
نور جاں عطر مجموعہ آل رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام
زیب سجادہ' سجاد نوری نہاد
احمد نور طینت پہ لاکھوں سلام

"شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ" کی ابتداء میں ائمۂ اہل بیت اطہار سے اپنی نیاز مندی اور عقیدت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:۔

یا الٰہی رحم فرما مصطفٰے کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے
سیّدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقرِ علمِ ہُدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

اللہ تعالیٰ سے اپنے مشائخ کرام کے واسطہ سے "حُبِّ اہل بیت" کی دولت یوں مانگتے ہیں:۔

؎ حُبِّ اہل بیت دے آلِ محمدؐ کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

اپنے پیرو مرشد حضرت آلِ رسول مارہروی علیہ الرحمتہ کا واسطہ دے کر "خادمِ آلِ رسول اللہ" بننے کی تمنا یوں ظاہر فرماتے ہیں:۔

؎ دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول مُقتدیٰ کے واسطے
(12)

امام احمد رضا اور احترام سادات:۔

مُحبِّ سادات امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمتہ ایک استفتاء کے جواب میں "سادات کرام" سے اپنی غلامی اور نیاز مندی کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں "یہ فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضرات سادات کرام کا ادنیٰ غلام و خاکپا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعہ نجات و شفاعت جانتا ہے' اپنی کتابوں میں چھاپ چکا ہے کہ سیّد اگر بد مذہب بھی ہو جائے اس کی تعظیم نہیں جاتی جب تک بد مذہبی کفر تک نہ پہنچے' ہاں اگر بعد کفر سیادت ہی نہیں رہتی پھر اس کی تعظیم حرام ہو جاتی ہے اور یہ بھی فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سیّد سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کے لئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے اسے سیّد جاننا ضروری نہیں' جو لوگ سیّد کہلائے جاتے

ہیں ہم ان کی تعظیم کریں گے، ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں ' نہ سیادت کی سند مانگنے کا ہم کو حکم دیا گیا ہے ' اور خواہی نخواہی سند دکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دکھائیں تو بُرا کہنا معطون کرنا ہرگز جائز نہیں ---- الناس امناء علی انسابھم (لوگ اپنے نسب پر امین ہیں) ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سیّد نہیں اور وہ سیّد بنے اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سیّد کہیں گے اور مناسب ہوگا کہ ناواقفوں کو اس کے فریب سے مطلع کر دیا جائے 'میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے کہ ایک شخص کسی سیّد سے الجھا' انھوں نے فرمایا میں سیّد ہوں ' کہا کیا سند ہے تمہارے سیّد ہونے کی ' رات کو زیارتِ اقدس سے مشرف ہوا کہ معرکۂ حشر ہے ' یہ شفاعت خواہ ہوا' اعراض فرمایا' اس نے عرض کی میں بھی حضور کا امتی ہوں فرمایا کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی"(13)

زیارتِ حرمین شریفین کے دوران علمائے حرمین نے امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمۃ کی کافی قدر و منزلت کی بالخصوص حضرت مولانا سیّد محمّد سعید مغربی علیہ الرّحمۃ آپ کے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت سے متاثر ہو کر حسب رواج عرب سلسلہ کلام میں تخاطب کے وقت "یاسیّدی" فرمایا کرتے تھے بظاہر یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ اس تخاطب سے شرمندگی محسوس کی جائے مگر امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمۃ کے جذبۂ عشق نے اس بات کو بھی گوارا نہ کیا اور اس سیّد زادے کے قدم ناز پر علم و فضل کا تاج نچھاور کرتے ہوئے فرمایا:۔

"شیخ الدلائل حضرت مولانا سیّد محمد سعید مغربی (علیہ الرّحمۃ) کے الطاف کی تو حد ہی نہ تھی ' اس فقیر سے خطاب میں "یاسیّدی" فرماتے ' میں شرمندہ ہوتا' ایک بار میں نے عرض کی' حضرت سیّد تو آپ ہیں فرمایا واللہ سیّد تو تم ہو میں نے عرض کی میں سیّدوں کا غلام ہوں فرمایا یوں بھی تو سیّد ہوئے ' نبی ﷺ فرماتے ہیں مولی القوم منہم ۔ قوم کا غلام آزاد شدہ انھیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ سادات کرام کی سچی غلامی اور ان کے صدقے میں آفات دنیا و عذاب قبر و عذاب حشر سے کامل آزادی عطا فرمائے آمین" (14)

امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کو فخر السادات حضور غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر جیلانی النّورانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حیرت انگیز حد تک محبت و عقیدت تھی' آپ تادم زیست بغداد شریف' مدینہ شریف اور کعبہ شریف کی جانب پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھے

محبتِ غوثیّت سے لبریز ایک واقعہ محدّث اعظم ہند سیّد محمد محدّث کچھوچھوی علیہ الرّحمتہ کی زبانی سنئے۔

"مجھے کار افتاء پر لگانے سے پہلے خود گیارہ روپے کی شیرینی منگائی اپنے پلنگ پر مجھ کو بٹھا کر اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں بھی تقسیم کا حکم دیا کہ اچانک اعلیٰ حضرت پلنگ سے اٹھ کھڑے ہوئے' سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہوگیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے' سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے' دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت اس ذرے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے' اس واقعہ کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ غوثیت کی عظمت و محبّت میں ڈوب گئے اور فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی' اب میں سمجھا کہ بار بار مجھ سے جو فرمایا گیا کہ کچھ نہیں یہ آپ کے جدِ امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کردینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھی بلکہ درحقیقت اعلیٰ حضرت غوث پاک کے ہاں میں چوں قلم دردست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں جوں قلم در دست کاتب تھے ملخصاً"
(15)

اعلیٰ حضرت محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کو اپنے مشائخ سادات مارہرہ سے بھی انتہائی عقیدت و محبت تھی۔ صاحبزادہ سیّد محمّد امین برکاتی نبیرۂ خاتم الاکابر حضرت

سیّد شاہ آلِ رسول برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت اپنے مرشدانِ عظام کا اس درجہ ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ مارہرہ کے اسٹیشن سے خانقاہ برکاتیہ تک برہنہ پا پیدل تشریف لاتے تھے اور مارہرہ سے جب حجام خط یا پیام لے کر بریلی جاتا تو "حجام شریف" فرماتے اور اس کے لئے کھانے کا خوان اپنے سرِ اقدس پر رکھ کر لایا کرتے تھے۔" (16)

امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کو سادات کرام کی ادنیٰ سی پشیمانی بھی بے چین کردیتی تھی اس وقت تک آرام نہ کرتے جب تک سیّد زادے کو مطمئن نہ کردیتے تھے۔

ملک العلماء علامہ محمّد ظفرالدین بہاری علیہ الرّحمتہ لکھتے ہیں:۔

"جس زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے دولت کدہ کی مغربی سمت جس میں کتب خانہ نیا تعمیر ہو رہا تھا، عورتیں اعلیٰ حضرت کے قدیمی آبائی مکان میں جس میں حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب برادر اوسط اعلیٰ حضرت مع متعلقین تشریف رکھتے تھے، قیام فرما تھیں اور اعلیٰ حضرت کا مکان مردانہ کردیا گیا تھا کہ ہر وقت راج مزدوروں کا اجتماع رہتا، اسی طرح کئی مہینہ تک وہ مکان مردانہ رہا جن صاحب کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں باریابی کی ضرورت پڑتی بے کھٹکے پہنچ جایا کرتے جب وہ کتب خانہ مکمل ہوگیا، مستورات حسب دستور سابق اس مکان میں چلی آئیں، اتفاق وقت کہ ایک سیّد صاحب جو کچھ دن پہلے تشریف لائے تھے اور اس مکان کو مردانہ پایا تھا پھر تشریف لائے اور اس خیال سے کہ مکان مردانہ ہے بے تکلف اندر چلے گئے، جب نصف آنگن میں پہنچے تو مستورات کی نظر پڑی جو زنانہ مکان میں خانہ داری کے کاموں میں مشغول تھیں، انہوں نے جب سیّد صاحب کو دیکھا تو گھبرا کر ادھر اودھر پردہ میں ہوگئیں، ان کے جانے کی آہٹ سے جناب سیّد صاحب کو علم ہوا کہ یہ مکان زنانہ ہوگیا ہے، مجھ سے سخت غلطی ہوئی جو میں چلا آیا اور ندامت کے مارے سر جھکائے واپس ہونے لگے کہ اعلیٰ حضرت دکھن طرف کے سائبان سے

فوراً" تشریف لائے اور جناب سیّد صاحب کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں حضرت تشریف رکھا کرتے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور سیّد صاحب کو بٹھا کر بہت دیر تک باتیں کرتے رہے جس میں سیّد صاحب کی پریشانی اور ندامت دور ہو' پہلے تو سیّد صاحب خفت کے مارے خاموش رہے پھر معذرت کی اور اپنی لاعلمی ظاہر کی کہ مجھے زنانہ مکان ہونے کا کوئی علم نہ تھا' اعلیٰ حضرتؒ نے فرمایا کہ حضرت یہ سب تو آپ کی باندیاں ہیں آپ آقا اور آقا زادے ہیں معذرت کی کیا حاجت ہے میں خود سمجھتا ہوں حضرت اطمینان سے تشریف رکھیں' غرض بہت دیر تک سیّد صاحب کو وہیں بٹھا کر ان سے بات چیت کی' پان منگوایا' ان کو کھلایا' جب دیکھا کہ سیّد صاحب کے چہرہ پر آثار ندامت نہیں ہیں اور سیّد صاحب نے اجازت چاہی' ساتھ ساتھ تشریف لائے اور باہر کے پھاٹک تک پہنچا کر ان کو رخصت فرمایا دست بوس ہو کر رخصت ہوئے عجب اتفاق کہ وقت مدرسہ کا تھا اور رحم اللہ خاں خادم بھی بازار گئے ہوئے تھے' کوئی شخص باہر کمرہ پر نہ تھا جو سیّد صاحب کو مکان کے زنانہ ہو جانے کی خبر دیتا' جناب سیّد صاحب نے اس واقعہ کو خود مجھ سے بیان فرمایا اور مذاق سے کہا کہ ہم نے تو سمجھا کہ آج خوب پٹے مگر ہمارے پٹھان نے عزت و قدر کی کہ دل خوش ہو گیا واقعی حُبّ رسول ہو تو ایسی ہو۔" (17)

دوسرا واقعہ بھی اس سے کم نہیں ایک سیّد صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے عسرت سے بسر ہوتی تھی' اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچے فرماتے دلواؤ سیّد کو ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک میں کوئی نہ تھا' سیّد صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازہ پر پہنچ کر صدا لگائی دلواؤ سیّد کو" اعلیٰ حضرت کے پاس اسی دن اخراجات علمی یعنی کتاب کاغذ وغیرہ دلد داشت کے لئے دو سو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے اٹھنی چونی پیسے بھی تھے کہ جس کی ضرورت ہو صرف فرمائیں' اعلیٰ حضرت نے آفس بکس کے اس حصہ کو جس میں یہ سب روپے تھے' سیّد صاحب کی آواز سنتے ہی ان کے سامنے لا کر حاضر کر دیا اور ان کے روبرو لیے ہوئے کھڑے رہے' جناب سیّد صاحب دیر تک ان سب کو

دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چونّی لے لی' اعلیٰ حضرت نے فرمایا' حضور یہ سب حاضر ہیں' سیّد صاحب نے فرمایا مجھے اتنا ہی کافی ہے' الغرض جناب سیّد صاحب ایک چونی لے کر سیڑھی پر سے اتر آئے اعلیٰ حضرت بھی ساتھ ساتھ تشریف لائے' پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خلوم سے فرمایا' دیکھو سیّد صاحب کو آئندہ سے آواز دینے صدا لگانے کی ضرورت نہ پڑے' جس وقت سیّد صاحب پر نظر پڑھے فوراً" ایک چونی حاضر کر کے سیّد صاحب کو رخصت کردیا کرو سبحٰن اللہ وبحمدہٖ تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو" (18)

مولانا مولوی مفتی محمّد ابراہیم صاحب فریدی صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں' حضرت سیّدنا سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ تشریف کی روایت سے تحریر فرمایا کہ صاحب سجادہ نے فرمایا' جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے' حسب دستور ہاتھ دھلاتے وقت فرمایا' حضرت شاہزادہ ! انگوٹھی اور چھلے مجھے دیجئے" میں نے فوراً" اتار کر دے دیئے اور وہاں سے بمبئی چلا گیا' بمبئی سے واپس مارہرہ آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا کہ ابّا' بریلی مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں چھلے اور انگوٹھی تھے' یہ دونوں طلائی تھے۔ والا نامہ میں تحریر تھا "شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں"۔ یہ تھا اعلیٰ حضرت کا سادات اور پیر زادوں کا احترام' جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔" (19)

مولانا مولوی سیّد شاہ ابو سلیمان محمد عبدالسنان قادری چشتی فردوسی علیہ الرّحمتہ ایک خط بنام ملک العلماء محمّد ظفرالدین بہاری علیہ الرحمتہ میں لکھتے ہیں :۔

"مجھ فقیر کو بھی 1339ھ کے موسم بہار میں بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا' جناب مولانا مولوی قاضی رحم الٰہی صاحب علیہ الرّحمتہ مدرس مدرسہ نے مجھے اعلیٰ حضرت کی خدمت فیض درجت میں پہنچایا' آپ کی زیارت نے بتمام و کمال فقیر پر یہ ثابت کردیا کہ جو کچھ بھی آپ کی تعریفیں ہوتی ہیں وہ کم

ہیں' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کو جب معلوم ہوا کہ یہ فقیر سادات سے ہے تو آپ نے بڑی عزت بخشی پھر اخلاق کا یہ عالم کہ دو دن مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ نے روک رکھا اور ان دنوں میں اس فقیر نے بہت کچھ فیوض و برکات حاصل کیے پھر رخصت ہوتے وقت خاص کرم فرمایا کہ کچھ نقد روپے جوالہٗ آباد کی آمد و رفت میں صرف ہوسکتے ہیں بلکہ کچھ زائد ہی بچے مرحمت فرمائے' فقیر نے پہلے تو انکار کیا لیکن اعلیٰ حضرت نے یہ فرمایا کہ یہ تو آپ کے گھر کے عنایت کردہ ہیں' اسے لے لیجیے تو فقیر نے وہ رقم لے لی۔ ملخصاً" (20)

جناب سیّد ایوب علی رضوی علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ بعد نماز جمعہ پھاٹک' میں (اعلیٰ حضرت) تشریف فرما ہیں اور حاضرین کا مجمع ہے کہ شیخ امام علی صاحب قادری رضوی مالک ہوٹل رئیس کریم بمبئی کے برادر خورد مولوی نور محمد صاحب کی آواز جو بسلسلہ تعلیم مقیم آستانہ تھے' باہر سے قناعت علی قناعت علی پکارنے کی گوش گزار ہوئی' انھیں فوراً" طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ سیّد صاحب کو اس طرح پکارتے ہو' کبھی آپ نے مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا' مولوی نور محمدؐ صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کرلی' فرمایا تشریف لے جایئے اور آئندہ سے اس کا لحاظ رکھیے۔" (21)

سادات کرام کو عام لوگوں سے ممتاز کرنے والا ایک دوسرا ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں :-

"اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصّہ بروقت تقسیم شیرینی ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں' ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہ ربیع الاول ہجوم میں سیّد محمود جان صاحب علیہ الرحمتہ کو خلاف معمول اکہرا حصّہ

یعنی دو طشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں' موصوف خاموشی کے ساتھ حصّہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا' حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصّہ ملا' فرمایا سیّد صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والی کی فوری طلبی ہوئی اور سخت اظہار ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا' ابھی ایک سینی (خوان) میں جس قدر حصے آسکیں' بھر کر لاؤ چنانچہ فوراً" تعمیل ہوئی' سیّد صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا' ہاں قلب کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کرسکا' فرمایا سیّد صاحب یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہی ہوگی' ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی اور قاسم شیرینی سے کہا کہ ایک آدمی کو سیّد صاحب کے ساتھ کردو جو اس خوان کو مکان تک پہنچا آئے' انھوں نے فوراً" تعمیل کی۔"(22)

امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کے تلامذہ' خلفاء اور حلقہ احباب میں اکثریت سادات کرام کی تھی' آپ نے ان کے احترام میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ یہاں صرف فخر السادات حضرت شاہ سیّد محمّد علی حسین شاہ اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرّحمتہ کے احترام کی کیفیت احاطۂ تحریر میں لائی جاتی ہے:۔

حضرت شاہ سیّد محمّد علی حسین شاہ اشرفی کچھ چھوی علیہ الرّحمتہ.جب بریلی تشریف لے گئے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرّحمتہ نے آپ کی صورتِ دلبرانہ دیکھتے ہی فرمایا:۔

؎ اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردہ سہ محبوباں

ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا:۔

جس نے غوث پاک قدس سرہٗ العزیز کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوثِ الاعظم

قدس سرہ' العزیز کو دیکھے۔"

اسی طرح حضرت مولانا سیّد احمد اشرفی جیلانی علیہ الرّحمتہ کو خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرّحمتہ اپنی روحانی' نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا موصوف تقریر فرماتے اور جتنی دیر تقریر فرماتے تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرّحمتہ اتنی دیر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے" اعلیٰ حضرت علیہ الرّحمتہ فرماتے کہ ان کی تقریر کے دوران مجھے سرکارِ مدینہ ﷺ کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے' مزید فرماتے کہ حضرت مولانا سیّد احمد اشرفی علیہ الرّحمتہ صحیح النسب آل رسول ﷺ اور فنافی الرّسول ﷺ ہیں لہٰذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منہ سے اچھی لگتی ہے اور صحیح تعریف ہوتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہوسکتی۔" (23)

اللہ تعالیٰ اور رسول پاک ﷺ کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرّحمتہ کے یہاں سادات کرام ہی کا حکم نافذ ہوسکتا تھا' سادات کرام کے حکم کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ الرّحمتہ کو سوائے تعمیل حکم کے کوئی چارہ کار ہی نہ ہوتا تھا۔ یہاں یہ واقعہ تحریر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرّحمتہ نے ایک بار کھانا چھوڑا اور صرف ناشتہ پر قناعت کی اس میں بھی کوئی اضافہ منظور نہ فرمایا' سارے خاندان اور ان کے احباب کی کوشش رائیگاں گئی۔ سیّد مقبول صاحب کی خدمت میں نو محلہ حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ آج دو مہینے ہونے کو آئے کہ اعلیٰ حضرت نے کھانا چھوڑ دیا ہے' ہم سب کوشش کر کے تھک گئے ہیں' آپ ہی انھیں مجبور کرسکتے ہیں' اس پر انھوں نے فرمایا کہ ہماری زندگی میں انھیں یہ ہمت ہوگئی ہے کہ وہ کھانا چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ابھی کھانا تیار کراتا ہوں اور لے کے آتا ہوں' حسبِ وعدہ سیّد مقبول صاحب ایک نعمت خانہ میں کھانا لے کر خود تشریف لائے' اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرّحمتہ زنانے مکان میں تھے' سیّد صاحب کی اطلاع پاتے ہی باہر آگئے' سیّد صاحب سے قدم بوس ہوئے' اب بات چیت شروع

ہوئی، سیّد صاحب نے فرمایا، میں نے سنا ہے کہ آپ نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ میں تو روز کھاتا ہوں، سیّد صاحب نے فرمایا مجھے معلوم ہے جیسا آپ کھاتے ہیں، اعلیٰ حضرت نے عرض کیا کہ حضور! میرے معمولات میں اب تک کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔ میں اپنا سب کام بدستور کر رہا ہوں، مجھے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی تو سیّد صاحب قبلہ برہم ہوگئے اور کھڑے ہوکر فرمانے لگے، اچھا تو میں کھانا لئے جاتا ہوں، کل میدانِ قیامت میں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ ایک سیّدانی نے بڑے شوق سے کھانا پکایا اور ایک سیّد لے کر آیا مگر آپ کے احمد رضا خاں (علیہ الرحمۃ) نے کسی طرح نہ کھایا، اس پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کانپ گئے اور عرض کیا کہ میں تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں، ابھی کھائے لیتا ہوں، سیّد صاحب قبلہ نے فرمایا کہ اب تو یہ کھانا تم جب ہی کھاسکتے ہو، جب یہ وعدہ کرو کہ اب عمر بھر کھانا نہ چھوڑوگے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ نے عمر بھر کھانا نہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تو سیّد قبلہ نے اپنے سامنے انھیں کھلایا اور خوش خوش تشریف لے گئے۔(24)

امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے سادات کرام کی خواہشات کے سامنے ہمیشہ سرِ تسلیم خم کیا۔ جب بھی کسی سیّد زادہ نے کوئی فرمائش کی تو آپ نے ذرہ بھر بھی تاخیر گوارا نہ فرمائی بلکہ فوراً تعمیل کی۔ مولانا شاہ مانا میاں قادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

> "ایک مرتبہ مولانا سیّد محمود جان صاحب علیہ الرحمۃ، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ سوال سامنے دست بستہ کھڑے ہوگئے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کیوں سیّد صاحب کیا کوئی خدمت ہے میرے لائق؟ سیّد صاحب نے فرمایا، کیا عرض کروں، ایک سوال ہے، کیا آپ پورا فرمائیں گے؟ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا، اگر میرے امکان سے باہر نہیں ہوگا تو انشاء

اللہ ضرور پورا کروں گا' سیّد صاحب نے فرمائش کی کہ میں آپ کے دست مبارک سے صرف 22 گز کپڑا کفن کے لئے چاہتا ہوں' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا' حضرت سیّد صاحب انشاء اللہ میں آپ کی فرمائش جلدی ہی پوری کردوں گا اور پھر صبح ہوتے ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے 22 گز سفید لٹھا سیّد صاحب کی خدمت میں پیش کردیا۔"
(25)

حضرت سیّد محمد احسن بریلوی کی ایماء پر حج و زیارت کے بارے میں نہایت ہی محبت آمیز انداز میں ایک کتاب رقم فرمائی۔ اس کی وضاحت کتاب کے آغاز میں ہی فرمائی۔ اس سے بھی محبّتِ سادات کی خوشبو مہک رہی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے :-

"3 شوال 1329ھ کو والا جناب حضرت سیّد محمّد احسن صاحب بریلوی نے فقیر احمد رضا قادری غفرلہ سے فرمایا کہ 10 شوال کو میرا ارادہ حج ہے بہت لوگ جاتے ہیں' حج کا طریقہ اور سفر کے آداب لکھ کر چھاپ دے' حضرت سیّد صاحب کے حکم سے بکمال استعجال یہ چند سطور تحریر ہوئیں' امید ہے کہ بہ برکت سادات کرام اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمان بھائیوں کو نفع پہنچائے۔ آمین"(26)

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے صدر مولانا سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہٗ راقم کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

"ممانی محترمہ سیّدہ حسنہ بیگم روایت کرتی ہیں کہ جب احقر کی جدّہٗ محترمہ سیّدہ نذیری بیگم بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتی تھیں تو ان کی آرزو ہوتی کہ پیر کے گھرانے کی خواتین کی خدمت کی جائے' پیر

کے گھر میں جاروب کشی کی سعادت حاصل کی جائے۔ لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہ ہو سکی کیونکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمتہ اور آپ کے بعد حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمتہ کا اپنے گھر والوں کو یہ حکم تھا کہ یہ سیّد زادی ہیں۔ خبردار ان سے کوئی خدمت نہ لی جائے بلکہ یہ ہماری مخدومہ ہیں' ان کی خدمت کی جائے اور ان کے آرام و آسائش کا پورا پورا خیال رکھا جائے' چنانچہ جدۂ محترمہ علیہا الرحمتہ کے بقول جتنے آرام و آسائش سے وہ اپنے پیرو مرشد کے گھر میں رہتیں اتنے کبھی اپنے گھر میں بھی نہ رہیں۔" (27)

مولانا شاہ خالد میاں فاخری مدظلہٗ خاندان فاخریہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے گہرے روابط کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اصل واقعہ جو خود میں نے اپنے والدِ ماجد فخرِ اماجد مولانا شاہد فاخری علیہ الرحمتہ سے سنا وہ یہ ہے کہ:۔

1930ء میں حضرت فخر العلماء (شاہ محمد فاخر بیخود الٰہ آبادی) کا وصال ہوا' شدید گرمی کا زمانہ تھا' میں خانقاہ کے اس حصہ میں جو خلوت کہا جاتا ہے سو رہا تھا' ایک دن کسی نے آکر جگایا کہ کوئی بزرگ جن کے ساتھ چند آدمی ہیں حضرت فخر العلماء کے مزار پر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ دوپہر کا وقت تھا میں بنیان اور لنگی پہنے ہوئے لیٹا تھا' ابھی میں اٹھ رہا تھا کہ دوسرے آدمی نے آکر بتایا کہ بریلی کے مولانا احمد رضا خان صاحب تشریف لائے ہیں' میں گھبرا کر ایک چھاتہ لئے ہوئے اسی حالت سے باہر نکل پڑا' چونکہ حادثہ کو چند ہی ایام گزرے تھے اور مزار پر سایہ کے لئے ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا تھا' میں نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت سخت دھوپ میں عالم استغراق میں کھڑے فاتحہ پڑھ رہے ہیں' میں نے چھاتہ کھول کر سایہ کرلیا' جب اعلیٰ حضرت فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوئے' مجھے دیکھ کر رونے لگے اور سنو! کہ انھوں نے کیا ارشاد فرمایا' فرمایا شاہد میاں! قیامت میں اگر مجھ سے پوچھا گیا کہ ایک سیّد زادہ تیرے سر پر چھاتہ لگا کر کھڑا تھا اور تجھے خبر نہ تھی تو میں کیا جواب دوں گا؟ پھر فرمایا' اچھا شاہد میاں! یہ وعدہ کرو کہ جب آفتاب کی تمازت بھیجے پگھلا رہی ہوگی'

اس وقت بھی اسی طرح میرے سر پر سایہ کرو گے؟ پھر خانقاہ شریف میں تشریف لائے اور چائے نوش فرمائی' میرے والد ماجد نے ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کا یہ ارشاد احترام سادات کے اس جذبہ کا اظہار ہے جو سادات کے لئے ان کے قلب مصفّٰی میں موجود تھا۔" (28)

سیّد زادہ کی التماس پر جم غفیر میں شکست و ذلّت کو زیب گلو کرنے کا واقعہ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا تو تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے لیکن نادانستگی اور لاشعوری طور پر ایک مزدور سیّد زادہ کے کاندھے پر سواری کر لینے کے بعد ندامت و شرمساری کا انداز اور اس نادانستہ جرم کے ازالہ کا منظر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے علاوہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ یہ ایمان افروز اور ناقابل فراموش واقعہ رئیس التحریر علّامہ ارشد القادری صاحب مدظلہٗ کے قلم سے ملاحظہ فرمایئے :-

امامِ اہل سنّت کی سواری کے لئے پالکی دروازے پر لگا دی گئی تھی سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے' وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے' چہرہ انور سے فضل و تقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی' شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدّس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فیروزاں مسکرا رہی تھی اور عندلیبان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی' آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔

پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام اہلِ سنّت نے آواز دی۔ "پالکی روک دو"۔

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی' ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا۔ اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے' کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی

آواز میں دریافت کیا۔ آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے؟
اپنے جدِّ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے" "میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے"۔

اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں ابھر آئیں۔

بے نوائی، آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔ مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھا جاتا۔ آہ آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مُرجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے آپ کی مشامِ جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لئے آلِ رسول ہونے سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں، کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آکر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔ ابھی اس کی بات تمام نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر کہیں سرکار نے پوچھ لیا

کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش نازنین اسی لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے' بالکل اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اس کی منت و سماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے

یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔"

اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے' وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں۔ ہزار انکار کے باوجود آخر سیّد زادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنّت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم و فضل' جبہ و دستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودئے حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے' کدورتوں کا غبار چھٹ گیا غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا کہ آلِ رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت و اخلاص کا یہ عالم ہے۔ رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا' اہل انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً" حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا وفا پیشہ دل کا
یہ غیظ - ایمان کا بخشا ہوا ہے 'نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن' چمن سے صبا اور صبا سے ہم

(29)

احترام اولادِ سادات

عاشق الرسول امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے سادات کرام کے احترام میں کبھی بھی سن و سال ' قد و قامت ' عالم و جاہل' امیر و غریب' نیک و بد ' بچہ و بوڑھا کا امتیاز رکھ کر حسن سلوک نہ فرمایا بلکہ ہمیشہ رشتہ خون کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر سید زادے کے ساتھ نیاز مندی کا رویہ روا رکھا اولاد سادات سے بھی آپ کی محبت و عقیدت اور احترام قابل رشک ہے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں؟ □ جواب میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں 'ذلیل خدمت اس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعا" جائز ہے لے سکتا ہے اور اسے مارنے سے مطلق احتراز کرے (30) اسی طرح کسی شخص نے پوچھا کہ سید کے لڑکے کو اس کا استاد تادیبا" مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا بھی جواب محب سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے نہایت ہی بصیرت جواب عنایت فرمایا ملاحظہ فرمایئے:-

" قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر

میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں تو قاضی جس پر
سزا دینا فرض ہے اس کو تو یہ حکم ہے تلبہ معلم چہ رسد"

(31)

شیرِ بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں علیہ الرحمتہ کے پاس ایک سید صاحب پڑھا کرتے تھے' ذہن کند تھا' سبق یاد نہ ہوتا تھا' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور سید کا لڑکا اگر سبق یاد نہ کرتا ہو تو سزا دی جاسکتی ہے 'فرمایا مولانا کیا فرماتے ہیں' سید زادہ اور سزا ہرگز نہیں اس پر عرض کی تو پھر نہیں پڑھے گا جاہل رہے گا' فرمایا جب مجبور ہو جائے تو یہ نیت کر لی جائے کہ شہزادے کے پاؤں میں مٹی لگی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

اللہ اکبر کیا احترام تھا۔ (32)

محدث اعظم ہند سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ حصولِ تعلیم کے لئے بارگاہِ رضویہ میں تشریف لے گئے' ایک موقع پر برائے تربیت استاد الاساتذہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے جو طریقہ اختیار فرمایا' انتہائی دلچسپ اور ناموس عشق کی حرمت سے مملو ہے۔

محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ ہی کی زبانی سنئے۔

"کار افتاء کے لئے جب میں بریلی حاضر ہوا تو میرے اندر لکھنؤ میں آٹھ سال رہنے کی خوبو کافی موجود تھی شہر کے جغرافیہ میں بازار اور تفریح گاہوں کو وہاں کے لوگوں سے پوچھتا رہا کہ جمعہ کے دن کی فرصت میں کچھ سیر سپاٹا کروں' جمعہ کا دن آیا تو مسجد میں سب سے آخری صف میں تھا نماز ہو گئی تو مجھے دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں' میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا' لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ اعلیٰ حضرت خود کھڑے ہو گئے اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا یوں مصلے سے اٹھ کر صفِ آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نوازا' اس سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میں تھرا کر گر پڑا' اعلیٰ حضرت پھر مصلے پر تشریف لے گئے اور سنن اور نوافل ادا فرمانے لگے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ تفریح کا قصد کیا' پان کھانے کی خواہش

ہوئی ابھی پان والے سے کہا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے اَسلامُ علیکم آیئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے ' اب پان والے کی دکان کے سامنے کھڑا ہونا بھی میرا دشوار ہوگیا سلام و مصافحہ کی برکت نے سارا پروگرام ختم کردیا' سارا لکھنوی انداز ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا ملخصاً" (33)

عاشقِ سادات امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرّحمتہ نے کبھی بھی سادات کرام کے بچوں کو اپنے بچوں سے کم نہیں سمجھا بلکہ ان سے بھی اپنے بچوں جیسا ہی پیار فرماتے تھے۔

"جناب سیّد ایوب علی رضوی علیہ الرّحمتہ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے ' ان سے حضور (اعلیٰ حضرت) نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا ' برادرم قناعت شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا ' وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے ' اٹھا لایئے یہ دو پوٹلیاں اٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لے کر میری طرف بڑھتے میں پیچھے ہٹا ' حضور آگے بڑھتے میں اور ہٹا اور آگئے بڑھے یہاں تک کہ میں دالان کے گوشہ میں پہنچ گیا' حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی ' میں نے کہا حضور یہ کیا؟ فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیے ہوئے عرض کیا ' حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے فرمایا شرم کی کیا بات ہے ' جیسے مُصطفےٰ (مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں نوری علیہ الرّحمتہ) ویسے تم ' سب بچوں کو حصہ دیا گیا' آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصے رکھ لئے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھ کر اپنا حصہ لے لیا" ملخصاً" (34)

مولانا منوّر حسین سَیف الاسلام صاحب کہتے ہیں:۔

میں سولہ سترہ کی عمر میں سوداگری محلہ میں حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا دولت خانہ لب شاہراہ تھا میں غالباً" بعد عصر حاضر ہوا تھا، بہت سے لوگ بیٹھے تھے میں سلام کر کے حاضر ہوا تو اعلیٰ حضرت کھڑے ہو گئے اور مجھ کو اپنے سرہانے بٹھانے لگے میں تو شرم کے مارے پانی پانی ہو گیا مگر ادب کا تقاضا تھا کہ ان کے سامنے دم نہ ماروں - سوئے اتفاق سے میں ایک حکیم صاحب کے مشورہ سے "حقہ" پیا کرتا مجھ کو اعلیٰ حضرت نے اپنے سرہانے بٹھا کر حقہ میری طرف بڑھایا تو میری چیخ نکل گئی - بھلا میں جو بڑے بھائی کے سامنے بھی حقہ نہیں پیتا تھا بھلا اعلیٰ حضرت کے خدمت میں یہ گستاخی کیسے گوارا ہوتی لوگوں نے حضرت سے عرض کیا حضور یہ صاحبزادے کون ہیں؟ تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ میرے محترم سیّد صاحب کے صاحبزادے ہیں جو حضرت میاں شیر محمدؒ پیلی بھیتی رحمتہ اللہ علیہ کے چہیتے مرید تھے۔

بخدا مجھ کو یہ معلوم بھی نہیں تھا جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا آہ آہ عشقِ رسول کے جذبات اس قدر غالب تھے کہ وہ کسی چیز کے خیال میں لانے کے مخالف تھے گویا مجھ کو جو اس قدر پیار و محبت سے آسمان عزت پر جگہ دی تو دو باتوں کی وجہ سے کہ میرے والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ، حضرت پیلی بھیتی صاحب علیہ الرحمتہ کے مرید تھے اور سیّد تھے آہ آہ سیّد کی قدر و منزلت کا حال اعلیٰ حضرت کے روئیں روئیں پر اس قدر غالب تھا کہ بس لوگوں کو حیرت ہی ہوتی تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سیّد صاحب کو محلے میں آباد کر لیا تھا۔ ایک دن ان کا تین چار سال کا بچہ کھیلتے کھیلتے بچوں کے ساتھ دروازے کے سامنے آیا اور تین بار آیا - اعلیٰ حضرت تینوں بار تعظیماً" کھڑے ہو گئے تو ان کے ماموں زاد بھائی شاہد یار خان صاحب بہت وجیہہ اور ایسی پیاری، رعب داب والی صورت والے تھے، بچے تو کیا بڑے بھی ان کو دیکھ کر ڈر جاتے تھے - وہ اٹھ کر دروازے پر جا کھڑے ہوئے تو سارے بچے ان کو دیکھ کر بھاگ گئے - تو اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے رو کر فرمایا کہ اے بھائی کیا آپ نے سیّد زادے صاحب کو دروازے سے

ہٹا دیا' ہائے میں قیامت میں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کیسے چوم سکوں گا؟ ملخصاً" (35)

جناب سیّد ایوب علی رضوی علیہ الرّحمتہ کا بیان ہے کہ ایک کم عمر صاحبزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانۂ اقدس میں ملازم ہوئے بعد میں معلوم ہوا کہ سیّد زادے ہیں لہٰذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاحبزادے سے خبردار کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادے ہیں' کھانا وغیرہ اور جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے' جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے' چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحبزادے خود ہی تشریف لے گئے۔ (36)

اولادِ رضا اور احترام سادات :

ایں خانہ تمام آفتاب است' حُبّ رسول ﷺ کی دنیائے جمیل عالم نبیل امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کا سارا خانوادہ ہی عشق رسالت میں سرشار نظر آتا ہے آپ کے دونوں صاحبزادگان حجّتہ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان علیہ الرّحمتہ اور مفتیِ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرّحمتہ' سادات کے سچے فدائی اور خادم تھے دونوں نے "الولد سر لابیہ" کا شاندار مظاہرہ کیا اپنے والد گرامی امام احمد رضا محدّث بریلوی علیہ الرّحمتہ کی طرح دونوں نے سادات کرام سے اپنی محبّت و عقیدت میں کوئی کمی نہ آنے دی۔

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہٗ لکھتے ہیں:۔

حجّتہ الاسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرّحمتہ اپنے ہم عصر علماء سے نہ صرف محبّت کرتے بلکہ ان کا احترام بھی کرتے تھے سادات کرام خصوصاً" مارہرہ مطہرہ کے مخدوم زادگان کے سامنے تو بچھ جاتے تھے اور اپنے آقاؤں کی طرح ان کا احترام کرتے تھے حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرّحمتہ سے آپ کو بڑی انسیّت تھی اور دونوں میں اچھے اور گہرے مراسم بھی تھے ان کو آپ ہی نے "شبیہہِ غوث اعظم" کہا آپ ہر جلسہ اور خصوصاً" بریلی کی تقریبات میں ان کا بہت

شاندار تعارف کرتے تھے، محدث اعظم ہند علیہ الرحمتہ سے بھی اچھے مراسم تھے ملخصاً" (37)

حجتہ اسلام علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کی ایک الہامی منقبت "ذریعہ التجا" (1410ھ) جو 82 اشعار پر مشتمل ہے، سیدی آلِ رسول احمد مارہروی علیہ الرحمتہ کے عرس سراپا قدس کے موقع پر بریلی شریف میں جب پڑھی گئی تو آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے منقبت سن کر حجتہ الاسلام کو طلب فرمایا اور اپنے سینے سے لگایا اپنی رضا و عطا سے نوازا اور ایک بار پھر "حامد منی انا من حامد" کی تصدیق فرمادی۔ اس منقبت کا ہر مصرعہ "آلِ رسول" کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے چند اشعار سے ایمان تازہ کیجئے

ما و من سے بچائے آلِ رسول
من و عن ہوں رضائے آلِ رسول
حق میں مجھ کو گمائے آلِ رسول
مجھ کو حق سے ملائے آلِ رسول
میری آنکھوں میں آئے آلِ رسول
میرے دل میں سمائے آلِ رسول
توہی جانے فدائے آلِ رسول
قدر سمو سمائے آلِ رسول
یہ تقرب ملے نوافل سے!
ہوں حبیب فدائے آلِ رسول
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ
عقل بھی ہو فدائے آلِ رسول
یا الٰہی برائے آلِ رسول
دل میں بھر دے ولائے آلِ رسول
سر سے قربان تجھ پہ آنکھوں سے

آنکھیں سر سے فدائے آلِ رسول
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرہ
دل کی کلیاں کھلائے آلِ رسول
بھینی بھینی سے مست خوشبو سے
دل کی کلیاں بسائے آلِ رسول
بیل. میری بھی اب منڈھے چڑھ جائے
صدقہ حامد رضائے آلِ رسول

(38)

مفتیٔ اعظم ہند مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان نوریؔ علیہ الرحمتہ بھی احترام سادات میں اپنے والد گرامی اور برادر اکبر سے کہیں پیچھے نہ رہے آپ کو بھی "سادات کرام" سے محبت جنون کی حد تک تھی آپ نے اپنے نعتیہ دیوان میں نہایت ہی والہانہ انداز میں سیّد السادات حضور غوث الاعظم علیہ الرحمتہ کی شان میں کئی مناقب لکھی ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چند اشعار سے حظِ وافر اٹھائیں:۔

— خود تو نہیں ہے مگر تو خدا سے
جدا بھی نہیں ہے یا غوثِ اعظم
تو باغ علی کا ہے وہ پھول جس سے
دماغ جہاں بس گیا غوثِ اعظم
جھلک روئے انور کی اپنی دکھا کر
تو نوریؔ کو نوری بنا غوثِ اعظم

— جو قسمت ہو میری بری اچھی کر دے
جو عادت ہو بد کر بھلی غوثِ اعظم
ترا رتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مولیٰ
تو ہے ابنِ علی غوثِ اعظم

فدا تم پہ ہو جائے نوری مضطر
یہ ہے اوس کی خواہش دلی غوثِ اعظم

۵۔ دم نزع آو کہ دم آئے دم میں
کرو ہم پہ یٰسین دم غوثِ اعظم
یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوثِ اعظم
تمہارے کرم کا ہے نوری بھی پیاسا
ملے یم سے اس کو بھی نم غوثِ اعظم
(39)

مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی مدظلہ لکھتے ہیں:۔

1979ء کا واقعہ ہے کہ گرمی کی دوپہر میں ایک خاتون ایک بچہ کے ساتھ تعویذ لینے کے لئے آئیں لوگوں نے بتایا کہ حضور مفتیٔ ہند علیہ الرّحمتہ آرام فرما رہے ہیں مگر انھیں تعویذ کی سخت ضرورت تھی۔ انھوں نے کہلوایا کہ دیکھ لیا جائے کہ حضرت جاگے ہوں اور مجھے تعویذ مل جائے مگر حضرت کے پاس کسی کو جانے کی ہمّت نہ ہوئی۔

بالآخر وہ خاتون اپنے بچّہ سے بولیں ''چلو بیٹے' یہ کیا معلوم تھا کہ اب یہاں سیّدوں کی باتیں نہیں سنی جاتیں' نہ معلوم حضرت نے کیسے سن لیا اور خادمہ کو آواز دے کر کہا جلدی بلاؤ' شہزادی کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ انہیں روک لیا گیا بچّہ حضرت کے پاس گیا حضرت نے نام پوچھا اس نے بتایا حضرت نے اس بچّہ کو بڑی عزت و محبّت کے ساتھ بٹھایا پیار سے سر پر ہاتھ پھیرا سیب منگا کر دیا اور پھر پردے کی آڑ سے محترم خاتون سے حال معلوم کر کے انھیں اسی وقت تعویذ لکھ کر دیا اور گھر میں یہ کہہ کر رکوالیا کہ دھوپ ختم ہوجائے تب جانے دینا اور ان کی خاطرمدارت میں کمی نہ کرنا۔ (40)

علامہ سیّد محمدؒ ریاست علی قادری علیہ الرّحمۃ (بانی ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ کراچی) لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ عرس رضوی کے موقع پر ایک غریب سیّد صاحب جو ابھی جوان تھے اور دیوانوں جیسی باتیں کرتے تھے۔ تشریف لے آئے اور کہا' مجھے پہلے کھانا دو منتظمین نے کہا کہ ابھی نہیں اتنی دیر میں سیّد صاحب عالم دیوانگی میں حضرت مفتیؒ ہند کی خدمت میں جانے لگے علماء نے ان کو روکا مگر کسی نہ کسی طرح .. مفتیؒ اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہو گے اور فرمایا دیکھیے حضرت یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دیتے" میں بھوکا ہوں اور سیّد بھی ہوں۔ یہ سنتا تھا کہ حضور مفتیؒ اعظم ہند کھڑے ہو گئے اور ان سیّد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا ڈبڈبائی آنکھوں سے فرمایا کہ حضور سیّد صاحب پہلے آپ ہی کو کھانا ملے گا' یہ سب آپ ہی کا ہے وہ سیّد صاحب بہت خوش ہوئے اور حضرت مفتیؒ اعظم ہند علیہ الرّحمۃ نے جناب ساجد علی خاں صاحب کو بلا کر فوراً" ہدایت فرمائی کہ سیّد صاحب کو لے جایئے اور ان کی موجودگی میں فاتحہ دلوایئے اور سب سے پہلے کھانا ان کو دیجئے۔ یہ تبرک فرمالیں تو سب کو کھلایئے اب کیا تھا سیّد صاحب اکڑے ہوئے نکلے اور کہنے لگے دیکھا مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں۔

حضور مفتیؒ اعظم ہند علیہ الرّحمۃ کو جب یہ معلوم ہوتا کہ ان کے گھر میں کوئی سیّد آیا ہے تو بہت خوش ہوتے میں (سیّد محمد ریاست علی قادری) اپنے بریلی کے قیام کے دوران جب بھی آپ کا نیاز حاصل کرنے گیا تو آپ نے مجھے کبھی اپنے پائنتی بیٹھنے نہیں دیا بلکہ اپنے پاس بٹھاتے اور میرے بڑے صاحبزادے سیّد محمد اویس علی کو اپنے پاس بلا کر بہت ہی پیار فرماتے تھے۔ (41)

مولانا سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہٗ راقم کے نام ایک خط میں مفتیؒ اعظم ہند علیہ الرّحمۃ کا ایک ایمان افروز واقعہ یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبیرۂ حضور غوثِ الثقلین نقیب الاشراف سیّدنا شیخ طاہر علاؤ الدّین القادری الگیلانی علیہ الرّحمۃ عالم جوانی میں جب 1955ء (غالباً) میں بریلی شریف پہنچے تو

ریلوے اسٹیشن پر آپ کے استقبال کے لئے حضور مفتئ ہند علیہ الرّحمتہ پا پیادہ ایک جم غفیر کے ساتھ موجود تھے آپ نے پیر صاحب کو جو ٹرین سے اترنے کے بعد زمین پر پیر نہیں رکھنے دیئے بلکہ کرسی پر بٹھا کر اتارا گیا اور کرسی کو کندھوں پر اٹھا کر موٹر کار میں بٹھایا گیا کندھوں پر اٹھانے والوں میں خود ہندوستان جیسے عظیم ملک کا مفتئ اعظم جس کے پاک و ہند میں ایک کروڑ سے بھی زیادہ مرید تھے بنفس نفیس پا پیادہ شریک تھا۔ پھر اس موٹر کار کے دونوں طرف لمبے لمبے بانس باندھے گئے اور استقبال کے لئے آنے والے مسلمانان بریلی کو حکم دیا گیا کہ اسٹیشن سے مزار اعلیٰ حضرت تک پیر صاحب کی کار کو کندھوں پر اٹھا کر لے جایا جائے چنانچہ تمام مجمع نے مل کر کار کو کندھوں پر اٹھایا' مفتئ اعظم ہند علیہ الرّحمتہ کندھے اٹھانے والوں میں سب سے آگے تھے' خود بھی پا پیادہ تھے اور ان کے ساتھ تمام مجمع بھی پا پیادہ۔ حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ کی اولاد کا یہ اعزاز و کرام اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو گا"۔ (42)

مولانا سیّد وجاہت رسول قادری مدظلہٗ ہی تحریر فرماتے ہیں:۔

1976ء میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت' حضرت مولانا منّان رضا خان (منّانی میاں) ابن مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی میاں کراچی تشریف لائے تھے' دار العلوم شمس العلوم جامعہ رضویہ شمالی ناظم آباد کراچی میں حضرت مولانا محمد طفیل صاحب علیہ الرّحمتہ مہتمم جامعہ نے آپ کی ضیافت کی تھی فقیر بھی اس محفل میں شریک تھا' اس محفل میں حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے چند صاحبزادگان تشریف فرما تھے' جب مولانا منّانی میاں صاحب سے ان صاحبزادگان کا تعارف حضورِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے حوالے سے کرایا گیا تو آپ فوراً" باادب ان کے حضور کھڑے ہوگئے نہ صرف دست بوسی بلکہ پابوسی کی اور فرمایا:۔

انہی کی بدولت تو میرے آباؤ اجداد خصوصاً" اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرّحمتہ کو علم و فضل کا اعزاز اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرمایہ ملا ہے' ان کی قدم بوسی کرنا تو ہم خانوادہ اعلیٰ حضرت پر واجب ہے" (43)

علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اشرفی فرماتے ہیں:۔

ایک بار حضرت حجتہ الاسلام جنہیں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے خلافت و اجازت سے بھی نوازا تھا' ان کا کچھو چھہ شریف حاضری کے لیے جانا ہوا۔ آپ کے لیے سادات اشرفیہ نے آرام و سکون کے لیے الگ کمرہ کا اہتمام فرمایا اور خدمت کے لیے حضرت صاحبزادہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف کو مقرر کیا۔ حضرت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی گجراتی جو ان دنوں مدرسہ جامعہ اشرف میں صدر المدرسین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے' فرماتے ہیں "حضرت صاحبزادہ کو میں نے خصوصی طور پر خدمت میں مستعد رہنے کی تاکید کی" صاحبزادہ صاحب کا اس وقت معمولی سا لباس تھا جب وہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب کو وضو کرانے لگے تو آپ نے فرمایا آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا درست نہیں۔ حالانکہ تعارف نہیں' کسی نے بتایا نہیں لیکن دل کی نیازمندی نے انوار نور نبوت سے دیکھ لیا یہ شاہزادے ہیں۔ ذریت مصطفیٰ ہیں' نسبت سادات کا یہ لحاظ' خاندان رضویہ کے رگ ریشے میں سرایت کر چکا تھا۔ وہ سادات کی قربت خوشبو سے ہی محسوس فرمالیتے۔

چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند مرض الموت میں مبتلا تھے' معتقدین و مریدین اور خواص آپ کی خدمت میں مصروف تھے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھولیں اور گویا ہوئے آپ لوگوں میں مجھے سید کی خوشبو آ رہی ہے۔ سید صاحب نے ہاں سے جواب دیا تو آپ نے فرمایا آپ ہمارے مخدوم ہیں' آپ شاہزادے ہیں۔ آپ سے خدمت لینا جائز نہیں۔

پھر آپ نے وصیت میں فرمایا! میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا۔ جب لاکھوں عقیدت مند حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کا جنازہ پڑھنے کے لیے حاضر ہیں حضرت مولانا اختر رضا خان صاحب نماز جنازہ پڑھانے کے لیے قدم بڑھا رہے ہیں کہ

آواز آئی کچھو چھہ مقدسہ کی عظیم شخصیت صاحب سجادہ حضرت پیر سید مختار اشرف اشرفی جیلانی امت برکاتہم العالیہ تشریف لے آئے ہیں تو حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں لاکھوں سنیوں' بریلویوں' اشرفیوں' چشتیو' قادریوں' سہروردیوں الغرض مسلمانوں نے نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی' جن میں ہزارہا مشائخ عظام علماء کرام شامل ہوئے اور خاندان سادات اشرفیہ کی عظمت و منزلت پر اپنی عقیدت و محبت کی مہر لگادی۔ (44)

تاجدار معرفت حضرت پیر ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ' کی زبانی ایک ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔

اعلحضرت مجدد دین ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خان قدس سرہ' بریلی کے جس محلہ میں قیام پذیر تھے اسی محلے میں ایک سید زادے رہتے تھے جو شراب نوشی کرتے تھے اور اعلحضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے' ایک مرتبہ اعلحضرت بریلوی رحمتہ اللہ نے اپنے گھر پر کوئی تقریب منعقد فرمائی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن ان سید زادے کو مدعو نہیں کیا' تقریب ختم ہو گئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے' اسی رات اعلحضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے میرے اور آپ کے بلکہ سب کے آقا و مولیٰ سلطان الانبیاء علیہ التحیتہ و التسلیم کچھ غلیظ کپڑے دھو رہے ہیں تو اعلحضرت جب قریب آگئے اور چاہا کہ وہ غلیظ کپڑے حضور ﷺ سے لے کر خود دھو دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: احمد رضا! تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کرلی ہے اور اس طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہے لہٰذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلحضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ میں آگئی کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلحضرت اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر ان سید زادے کے دروازے پر تشریف لائے تو

اعلحضرت بریلوی نے ان کے پاؤں پکڑ لئے اور معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید صاحب نے اعلحضرت کو جب اس حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا: مولانا! یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں۔ تو اعلحضرت نے اپنے خواب کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور فرمایا: میاں صاحبزادے! ہمارے ایمان اور اعتقاد کی بنیاد ہی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فدایانہ و والہانہ محبت کی جائے۔ اور اگر کوئی بدبخت محبت رسول ﷺ سے عاری ہے یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ اپنے حبیب سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے " دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور جب میں نے مرکز ایمان و اعتقاد کو اسی طرح دیکھا اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول علیہ التحیتہ والتسلیم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو جب سید صاحب نے اعلحضرت سے ان کے خواب کا حال سنا اور اعلحضرت کی گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لاکر اعلحضرت کے سامنے گلی میں پھینک دیں اور کہا کہ جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرما دی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام الخبائث اس گھر میں رہے' اور اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کرلی۔ اعلحضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ جو ابھی تک ان کے دروازے پر گھٹنوں کے بل کھڑے تھے ان کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا' گھر کے اندر لے گئے اور حسب حالت خاطر مدارات کی۔ (45)

مخدوم الاولیاء کی رائے گرامی :-

مخدوم الاولیاء سیّد العلماء' یادگار مشائخ مارہرہ حضرت علاّمہ مولانا الحاج الشّاہ سیّد آل مصطفےٰ میاں صاحب مدظلہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ برکاتیہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ فرماتے ہیں :-

"میں نے اس بات پر بہت ہی غور کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت مجدّد اعظم دین و ملت قدس سرہٗ العزیز ہر فضیلت و کرامت کے حامل تھے اور ان کی ذات با برکات مظہر ذات و صفات سرور کائنات علیہ التحیتہ و التسلیمات تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو پٹھان قوم میں کیوں پیدا فرمایا' سادات میں کیوں نہیں پیدا فرمایا تو سمجھ میں یہ آیا کہ اگر وہ سیّد ہوتے اور سیّد ہو کر سیّدوں کا ادب و احترام اس شان و بان سے فرماتے' ان کی تعظیم و توقیر کا خطبہ اس طرح پڑھتے تو منافقین یہ کہہ سکتے تھے کہ میاں اپنے منہ اپنی تعریف کر رہے ہیں اور اپنی تعظیم و توقیر کروانے کی غرض سے یہ طریقے اپنا رہے ہیں۔ لہٰذا رب تعالیٰ جل و علا کی یہ حکمت ظاہر ہوئی کہ سادات میں ان کو پیدا نہ فرما کر اعدائے دین کا روز قیامت تک کے لئے منہ بند فرمادیا' اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے جس شان و بان سے سیّدوں کا ادب و احترام فرمایا اور سادات کرام کی تعظیم و توقیر کر کے امت کو دکھایا' تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔" (46)

اختتامیہ :-

احترام سادات کے سلسلے میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی تعلیمات اور واقعات درس عبرت دیتے ہیں کہ سادات کرام کے ساتھ نہایت محبت و عقیدت اور تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ایسا کرنے سے نہ صرف امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے نقش قدم پر گامزن ہوں گے بلکہ ایسا کرنے سے سیّد العالمین رحمتہ اللعالمین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو بنی آدم میں پیدا فرمایا' سادات کرام کی اولاد امجاد سے کیا' دولت ایمان و اسلام سے سرفراز فرمایا۔ آخر میں اپنی سادات برادری کی خدمت میں جملہ معترضہ کے طور پر چند باتیں کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

سلطان الواعظین علامہ ابو النور محمد بشیر صاحب مدظلہ تذکرۃ الاولیاء کے حوالہ سے لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ ایک بڑے مجمع کے ساتھ مسجد سے نکلے تو ایک سیّد زادہ نے ان سے کہا۔

اے عبداللہ (علیہ الرحمتہ) یہ کیسا مجمع ہے؟ دیکھ میں فرزند رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں تیرا باپ تو ایسا نہ تھا' حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا' میں وہ کام کرتا ہوں جو تمہارے نانا جان نے کیا تھا اور تم نہیں کرتے اور یہ بھی کہا کہ بے شک تم سیّد ہو اور تمہارے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور میرا والد ایسا نہ تھا مگر تمہارے والد سے علم کی میراث باقی رہی' میں نے تمہارے والد کی میراث لی' میں عزیز اور بزرگ ہوگیا' تم نے میرے والد کی میراث لی تم عزت نہ پاسکے۔

اسی رات خواب میں حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرّحمتہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ چہرہ مبارک آپ کا متغیر ہے' عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ رنجش کیوں ہے؟ فرمایا! تم نے میرے ایک بیٹے پر نکتہ چینی کی ہے عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمتہ جاگے اور اس سیّد زادہ کی تلاش مین نکلے تاکہ اس سے معافی طلب کریں' ادھر اس سیّد زادہ نے بھی اسی رات کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے یہ فرمایا کہ بیٹا اگر اچھا ہوتا تو وہ تمہیں کیوں ایسا کلمہ کہتا' وہ سیّد زادہ بھی جاگا اور حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرّحمتہ کی تلاش میں نکلا' چنانچہ دونوں کی ملاقات ہوگئی اور دونوں نے اپنے اپنے خواب سنا کر ایک دوسرے سے معذرت طلب کرلی۔ (47)

اس واقعہ سے اہلِ سمجھ کے لئے بہت کچھ سامان عبرت و بصیرت موجود ہے۔ سرورِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی ہر بات پر شاہد اور ہر بات سے باخبر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی کسی چیز پر نکتہ چینی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کا موجب ہے۔ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناپسندیدہ کاموں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔

اسلام و مسلمین کے لئے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیاں اظہر من الشمس ہیں ہمارے جدِ اعلیٰ حضرت سیدنا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام و مسلمین ہی کے لئے مدینہ منورہ چھوڑا مکہ المکرمہ چھوڑا۔ کرب و بلا کو بسایا، پورا خاندان لٹایا۔ حضور غوثِ اعظم علیہ الرحمتہ جیلان میں پیدا ہوئے۔ گھر چھوڑ کر بغداد چلے آئے۔ حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ ہجویر سے ہجرت فرما کر لاہور میں رونق افروز ہوئے سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمتہ "سمنان" ترک فرما کر کچھوچھہ" میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایسے بے شمار نام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ سب کچھ صرف اور صرف "تبلیغ دین" کے لئے تھا تبلیغ اسلام صرف اور صرف ہماری دولت تھی ہمارا ماضی نہایت روشن اور تابناک ہے۔

آج پھر نہایت پُرفتن اور ابتلاء و آزمائش کا دور شروع ہے۔ مدحِ اہل بیت کا نام لیکن اصحابِ رسول پر تبرا بازی۔ مدحِ صحابہ کی دعوت لیکن کام قدحِ اہل بیت کا۔ آہ! دین فروشی اور ملت فروشی۔ ضلالت و گمراہی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا۔ اسلامی روایات اور دینی اعتقادات کی پامالی۔ دین اور عالم دین کا تمسخر عروج پر ہیں۔

ان نازک ترین حالات میں ناموسِ رسالت، آبروئے اہل بیت، عظمتِ صحابہ، مقامِ اولیاء کی حفاظت۔ عقائدِ حقہ کی پاسبانی، اسلامی دل و دماغ کی رکھوالی کون کرے گا، ہاں ہاں خدارا بتاؤ! امتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کون کرے گا۔ سنو سنو بریلی سے ایک عرصۂ دراز سے محبّ سادات امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی صدائے دلنواز آرہی ہے۔

ے سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سیّدو ! بیدار ہو جاؤ۔ جاگو' جاگو۔ دوسروں کو جگاؤ۔ اپنے حسب و نسب کا احترام فرماؤ۔ سیّد بن کے رہو۔ نیک اعمال میں ممتاز نظر آؤ۔ دلِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دکھاؤ۔ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت پر رحم کھاؤ۔ ہاں ہاں سیّدو اپنے مقام کو پہچانو۔ محراب و منبر کے وارث۔ حق و صداقت کے علمبردار۔ عدالت و امامت کے پیشوا' فقر و درویشی کی بنیاد تم ہی تو ہے۔ اے سیّدو ! سادات کرام کی تحریک کو پھر سے زندہ کرو۔ وہی عزم و استقلال۔ وہی تسلیم و رضا۔ وہی جذبہ ایثار و قربانی - وہی طریقہ سخاوت و عبادت اختیار کرو۔

سیّدو ! ایمان کو سنوارو - عمل کو سجاؤ - اور پھر تاریخ کو دہراؤ۔

ے یہ رسم خانقاہی ہے' غم و اندوہ و دلگیری
نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری
(اقبال)



"احترام خاندان نبی"

1418ھ

شک نہیں اس میں ذرا بھی' اعلیٰ حضرت کا وجود — مرکزِ اوصاف تھا' مجموعۂ افضال تھا
کوئی بھی ایسا نہیں ہے شعبہ تحقیق و علم — جس میں اس فخرِ زمانہ کو کمال حاصل نہ تھا
دانش و حکمت سے حصّہ اپنے لطف خاص سے — مبدءِ فیاض نے وافر عطا ان کو کیا
یہ زمانے نے کیا ہے خوش دلی سے اعتراف — وہ امام نعت گویاں تھے' شہِ ملکِ ثنا
حب محبوبِ خدا ہے جان ایمان و یقیں — زندگی بھر درس تعلیم محمدؐ کا دیا
کتنی پاکیزہ اس عبد مصطفیٰ کی سوچ تھی — روضہ سرکار کو کعبے کا بھی کعبہ کہا
ہر گل باغ محمدؐ کو رکھا اس نے عزیز — اس نے سچا احترام آلِ محمدؐ کا کیا
حیدر و حسن و حسین و فاطمہ کا وہ محبّ — اس کے ممدوح گرامی حضرت غوث الوریٰ
باہمہ شان بزرگی' اپنے قول و فعل سے — عمر بھر غایت ادب سادات کا اس نے کیا
اس مقالے میں کیے باذوق صابر نے بیاں — روح پرور واقعات و تجربات ایماں فزا

اس کا ہاتف نے سنِ تکمیل طارق سے کہا
دیکھ "شوق و احترام خاندان مصطفیٰ"

طارق سلطانپوری
حسن ابدال

1997ء

"قطعہ تاریخ ماہ تابان محمدی"

1997ء

"فصیح البیان امام احمد رضا" اور "نیک طرز ادا احترام سادات"

1418ھ 1418ھ

"مقالہ حق مآب جناب سید صابر حسین شاہ بخاری"

1997ء

دیکھیے صابر بخاری کا مقالہ دیکھیے — ہے "رضا اور احترام خاندانِ اہل بیت"
شاہِ جیلاں ' حضرتِ حسنین و زہرہ بوتراب — ہیں یہ سب نور تمام خاندانِ اہل بیت
غوثِ اعظم کے وسیلے سے ہے جہاں میں چار سو — ہے رواں فیضِ دوام خاندانِ اہل بیت
ہے حکومت باطنی کونین میں ابدال کی — کتنا محکم ہے نظام خاندانِ اہل بیت
تھے امام اہل سنّت ان کے ایسے جاں نثار — خود کو کہتے تھے غلام خاندانِ اہل بیت
اعلیٰ حضرت کی ہر اک تحریر سے ہے آئینہ — رضویت ہے شاہ کلام خاندانِ اہل بیت
اس مقالے سے فضیلت ہے عیاں سادات کی — اللہ اللہ احتشام خاندانِ اہل بیت

کہدے اے صابر براری اس کی تاریخ طبع
"مسلک حق ہے احترام خاندانِ اہل بیت"

صابر براری
کراچی

1997ء

ماخذ و مراجع

(حواشی و حوالہ جات)

(1) تفصیل کے لئے دیکھئے :-

1- سیّد علی ہمدانی : زاد العقبیٰ (مترجم: سیّد شریف حسین سبزواری) مطبوعہ لاہور

2- علامہ یوسف نبہانی : برکاتِ آلِ رسول (مترجم: علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری) مطبوعہ لاہور

3- مفتی احمد یار خاں نعیمی : الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول (مشمولہ رسائل نعیمیہ) مطبوعہ لاہور

(2) محمد عبدالجید صدیقی : زیارت نبی بحالت بیداری مطبوعہ لاہور 1989ء ص 81

(3) دیکھئے : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : ارادۃ الادب لفاضل النسب مطبوعہ لاہور 1996ء

(4) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ج 9 مطبوعہ کراچی ص 109

(5) ایضاً .... ص 118، 119

(6) ایضاً .... ج 10 نصف آخر ص 131

(7) ایضاً .... ص 166، 167

(8) ایضاً .... ص 173، 174

(9) دیکھئے : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : الزہر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علی بنی ہاشم (مشمولہ فتاویٰ رضویہ ج 4)

(10) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ج 4 مطبوعہ کراچی ص 489، 490

(11) مولانا حسنین رضا خاں : سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 77

(12) دیکھئے :- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : حدائق بخشش (مرتبہ علامہ شمس بریلوی) مطبوعہ کراچی 1976ء

(13) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی : العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ ج 12

حواشی

مطبوعہ بمبئی ص 125
(14) مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 155
(15) مولانا محمد صابر نسیم بستوی: اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ لاہور 1976ء ص 162
(16) صاحبزادہ سید محمد امین برکاتی: خانوادہ برکاتیہ کا روحانی فرزند مشمولہ ماہنامہ المیزان امام احمد رضا نمبر 1976ء ص 236
(17) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص 207
(18) ایضاً 208
(19) ایضاً .... ص 208'209
(20) ایضاً .... ص 206
(21) ایضاً .... ص 204
(22) ایضاً .... ص 203
(23) دیکھیے راقم کا مقالہ' امام احمد رضا محدث بریلوی اور سید محمد محدث کچھوچھوی مشمولہ ماہنامہ آستانہ کراچی محدث اعظم نمبر 2
(24) مولانا حسنین رضا خاں: سیرت اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 77'78
(25) مولانا شاہ مانا میاں قادری: سوانح حیات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی ص 152
(26) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی: انوار البشارۃ فی مسائل الحج و الزیارۃ مطبوعہ کراچی 1989 ص 9
(27) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ 30 نومبر 1996ء
(28) سالنامہ معارف رضا کراچی 1984ء (مرتبہ مولانا سید محمد ریاست علی قادری) ص 303
(29) علامہ ارشد القادری: زلف و زنجیر مطبوعہ لاہور ص 100 تا 104
(30) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی :العطایا النبویہ فی الفتاوےٰ الرضویہ ج 10 نصف آخر مطبوعہ کراچی ص 268
(31) مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان نوری: ملفوظات اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور ص 303
(32) اقبال احمد رضوی مصطفائی: کرامات اعلیٰ حضرت مطبوعہ کراچی 1995ء ص 60

(33) مولانا محمد صابر نسیم بستوی ے: اعلیٰ حضرت مطبوعہ لاہور 1976ء ص 161
(34) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 201
(35) محمد مرید احمد چشتی: جہانِ رضا مطبوعہ لاہور ص 152'151
(36) مولانا محمد ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت ج 1 مطبوعہ کراچی ص 201
(37) مولانا عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور 1989ء ص 485
(38) دیکھئے: مولانا محمد ابراہیم خوشتر صدیقی: تذکرۂ جمیل مطبوعہ دہلی 1412ھ ص 290، 294
(39) دیکھئے: مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری: سامانِ بخشش مطبوعہ لاہور 1979ء ص 82-87
(40) مولانا محمد عبد المجتبیٰ رضوی: تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ مطبوعہ لاہور 1989 ص 511
(41) مولانا سید محمد ریاست علی قادری: مفتیِ اعظم ہند مطبوعہ کراچی 1979ء ص 59
(42) مکتوب گرامی مولانا سید وجاہت رسول قادری بنام راقم الحروف محررہ 30 نومبر 1996ء
(43) ایضاً

44۔ علامہ محمد منشا تابش قصوری اشرفی۔ مقالات اشرفیہ مطبوعہ لاہور۔ ص ۷۸، ۷۹
45 ۔ تاجدار معرفت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی۔ صراط الطالبین فی طریق الحق والدین۔ مطبوعہ لاہور۔ ص ۱۸۳
(46) مولانا محمد امانت رسول قادری: تجلیات امام احمد رضا مطبوعہ کراچی 1987 ص 82'81
(47) سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر: سچی حکایات حصہ اول مطبوعہ لاہور 1980ء ص 94'93

ایمان افروز روح پرور اور محافظ عقائد حقہ پر

- بزمِ اولیاء ترجمہ روض الریاحین — امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ — ترجمہ علامہ بدر القادری
- قصیدہ بردہ شریف — امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ — منظوم ترجمہ: عبداللہ ہلال صدیقی
- مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم — امام احمد رضا خان بریلوی
- البریلویہ پر تنقیدی جائزہ — علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- انوارِ شریعت — علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی
- دعوتِ فکر — علامہ محمد منشا تابش قصوری
- شرح حدائقِ بخشش — جلد چہارم، علامہ فیض احمد اویسی
- شرح حدائقِ بخشش — جلد پنجم، علامہ فیض احمد اویسی
- محمد نور — علامہ محمد منشا تابش قصوری
- موت کا منظر — علامہ عبدالرزاق بھترالوی

رضا دار الاشاعت لاہور

۲۵- نشتر روڈ

ایمان افروز روح پرور اور محافظ عقائدِ حقہ پر

- بزمِ اولیاء ترجمہ روض الریاحین امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ علامہ بدر القادری
- قصیدہ بردہ شریف امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ منظوم ترجمہ: عبداللہ ہلال صدیقی
- مالک و مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام احمد رضا خان بریلوی
- البریلویہ پر تنقیدی جائزہ۔ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
- انوارِ شریعت۔ علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی
- دعوتِ فکر۔ علامہ محمد منشا تابش قصوری
- شرح حدائق بخشش جلد چہارم، علامہ فیض احمد اویسی
- شرح حدائق بخشش جلد پنجم، علامہ فیض احمد اویسی
- محمد نور ـــــ علامہ محمد منشا تابش قصوری
- موت کا منظر ـــ علامہ عبدالرزاق بھترالوی

رضا دار الاشاعت لاہور

۲۵۔ نشتر روڈ